

1684
3
✓

بسم الله الرحمن الرحيم
 درگاه عالی و بزرگوار
 دربار عالی و بزرگوار
 دربار عالی و بزرگوار
 دربار عالی و بزرگوار
 دربار عالی و بزرگوار

Chand

1957

خاتون

خاتون

خاتون

خاتون

خاتون

بلاٹ مونسٹریکس

طرفہ کارنامہ دلیران فرنگ سے اور دستور العمل ملتان
 بافرنگ جام جمشیدی کھئے یا آئینہ سکندری سمجھے
 ہر ایک حرف گنج گوہر حکمت ہے۔ ہر ایک کلمہ
 معدن جہر شجاعت و جرأت یعنی واقعات

حکومت

جسکو عالیجناب معالی العالیہ امیر فنون جنگ و پیکار
 موجد قوانین رزم و کارزار میجر نواب افسر جنگ بہادر
 ایڈیکان بنگال حضرت سرکار نظام دکن و کمانڈر
 گوکھندہ بریگیڈ نے تالیف فرمایا اور

دارالطبع میرٹھ کار عالی مطبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۸۱ ماہ الکتوبر کے بندہ وزبیا کو ڈیوڈ ہیبرک سے سین سیفا میں اپنے

مکان کو آیا تریا بیٹے کے سرفراز نامہ ^{اقدس} والی نعمت و شہرت

براہم شوکت کا حضرت ^{حضرت پر نور} دام سلطنت نے غرور و دفرمایا

فراغت نامہ کو چوبدار پاتہ لیا سرور کھو پیر اور لکڑ پر پائیکہ جو افغانا

سفارت وائے ہو والی تھی حضرت نے مجھے اوس میں شہر کیٹ کر کابل کو جائے

لے حکم صادر فرمایا تھا چنانچہ نقل و غنایت نامہ کنی بخندیل میں مقوم

نواب فرحان شاہ

ساتھ

لوگوں پر جنرل صاحب تاج پور کے تہا راجا مسٹر جی رڈ صاحب کی
کامبل سٹراک بھیجے۔ ہارل صاحب نے نمبر ۱ کو لکھ کر بیان کیا
دو سیرا صاحب بیادری کی مرنے کی سوائی تہا رے کو بھجوا دی جانا
۵ سواری کی ساتھ ہارل صاحب کو جواب بھجوا یا گیا ہر تہا رے
کی داسلی لکھا گیا ہر تہا رے کو بیان کے اسپیشل کورڈر
ہو گا جو ۷ صبح الحرام ہو گی۔ تم جلد اپنے تہا رے درنگز کی تہا

زوارہ قضا

محرم الحرام ۱۲۸۵

بھجور و رودھلم خداوندی گے چار روز میں اپنا ضروری

بند و بست کر کے ۲۳ ماہ مذکور کو صبح کی ریل میں بمبئی کی جا۔

روانہ ہوا۔ تین گھوڑی اور تین یا بومع دؤار دیوں کے براہ

راست پیشا ور کو روانہ کر دیے۔ بمبئی میں مجھ کو

یہ خبر ملی کہ افغانستان میں مجھے اسحاق خان بے سر بٹاؤ

امیر عبدالرحمن خان والی کابل نے اوس کے اخراج

کے لیے فوج روانہ کی ہے۔ اس واسطے روانگی کابل مشن

کی چند ہی موقوف رہے گی۔ چونکہ خلاصہ کیفیت

اس امر کی معلوم نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے فیہ شملہ

۲۹ تاریخ وقت صبح کی سبالت کو پھینا وہاں گھوڑوں کی گائین
 سوار سو کر شملہ کی جانب روانہ ہوا۔ اس طرف برسات کثرت
 تھی۔ راستہ اس قدر خراب تھا کہ گھوڑی بالکل چل نہیں سکتی تھی۔
 ہزار دشواری یہ شام کے کالکامین چلا۔ اچانک دو ہوٹل میں
 لائن ہوٹل میں کچھ کھانا کھا کر قریب بجے کے یہاں ٹانگہ میں
 روانہ ہوا۔ بمقام سے پہاڑ کی چڑھائی شروع ہوتی ہے۔ کچھ
 سردی تھی۔ جب قدر بلند سی آتی تھی اور سیدہ سردی
 معلوم ہوتی تھی آٹھ بجے شب کے ایک مسافر

۷
فردکش ہوا۔ اور دوسرے دن اول صبح سے روانہ ہو کر گیارہ بجے

شملہ میں پہونچا۔ کرنل نول چمپلین صاحب نے میرے لیے

ایک یاہو دامن کو دینا نہ کیا تھا۔ اور خط میں لکھا تھا کہ تم یہ

نہر کسلنسی سم فرڈرک رابرٹ صاحب کا نڈران چیف کے پاس

چنانچہ میں یاہو پر سوار ہو کر اسنو ڈن کو گیا۔ وہاں سم فرڈرک رابرٹ

سے ملا۔ لیڈی ابرٹ واسطے تبدیل آب ہوا کے قرین

کسی مقام کو تشریف لے گئی تھیں۔ اور سم فرڈرک رابرٹ

دوسرے روز جانے والے تھے۔ اس لیے میں اپنے

قدیم دوست کرنل نول چمپلین صاحب کے بنگلہ میں اوترا۔

دوسرے روز صبح کو کانڈران چیف صاحب سیر کے پاس

کونسل میں گئے وہاں سے واپس تشریف لا کر مجھ سے فرمایا کہ فی الحال

کابل مشین کے روانہ ہونے میں چندے تامل ہے۔ سرکاری فوج

زیر حکم میجر جنرل مکوین صاحب کے۔ (بلاک منٹین) کو روانہ ہو رہی ہے۔

میں نے ولیراے سے تمہارے جانے کے باب میں تحریر کی

اور فارن آفیس سے نیدرگان حضرت حضورؐ نور دامت سلطنتہ

کو تار بھیج دیا گیا ہے۔ کل صبح آپ شملہ سے روانہ ہو کر حیدر آباد تک پہنچے۔

قبل از انکہ جنرل مکوین صاحب بلاک منٹین کو پینچین اونکے اسٹاف میں بھیج دیا۔

جنرل مکوین صاحب کو بطور سرکاری ٹیلیگراف دیا گیا ہے کہ یہ میجر آفسر "جنگل" ہے۔

حسب الحکم سرکار جنگ بلاک مونٹین مین بطور ایڈی کان آپ کے
 اسٹاف میں مقرر کیے گئے ہیں۔ اور جو وقت کہ کابل
 مشین افغانستان کو روانہ ہوگی اس وقت اندازاً ^{سنتھ}
 اول آپ کو اطلاع دی جاوے گی آپ جنگ بلاک مونٹین سے
 روانہ ہو کر پیشاور یا جمروہ پر سفارت کے شریک ہو جانا۔
 چونکہ ضروری اسباب ایسے سفر کا میرے ہمراہ ^{نہ}
 لہذا مجھے اپنے دوست کرنیل نول چرلین صاحب سے
 اس امر میں بہت کمک ملی۔ انھوں نے مجھے
 اپنے ہمراہ لیجا کر جو کچھ سامان کہ ایسی جگہ کے لیے

ضرور ہوتا ہی۔ اسکا اہتمام کرادیا۔ جنگ بلاک منسٹن۔

میں ہسٹرا فرکو چو لیسٹس نوڈ اسباب لیجانے کی

اجازت تھی۔ دو افسروں میں ایک خچر بار بردار کو

منا تھا۔ لہذا جتدر اسباب کہ میرے ہمراہ

وہ سب میں کرنل چپرلین صاحب کے پاس

چھوڑ دیا۔ فقط دو موٹے بلاکٹ دو واٹر پروف کی

چادرین دیونی فنام کے خاکی کوٹ دو جربیس

ایک بوٹ ایک پیٹی دو کرتے فلائین کے اپنے ہمراہ۔ دو

گیارہ بجے ٹانگہ میں سجا رہا کہ کوروانہ ہوا وائسے صبح کی ریل میں

بٹیکرہ اکتوبر روز جمعہ۔ دو بجے شکوہ سن ابدال پھنچا۔

وہاں سے ساڑ چار بجے تانگہ میں آٹا پٹا باد کی طرف روانہ ہوا۔

دو بجے آٹا باد پھنچا۔ امین الدین مع یانوں کے یہاں حاضر تھے۔

کرنیل ملائی صاحب نے پتھر سے آگے جا سیکھا سب بند ہو

کیا تھا۔ آٹا باد میں مس کموین سے ملاقات ہوئی۔

بیجان سے راکو سات بجے تانگہ میں روانہ ہو کر ایک بجے

خاکہ میں داخل ہوا۔ جنرل کموین صاحب مقام سیری پر تھے

بہادر مغز نے میرے ساتھ ایک اسکاٹ بھجوانے

پند رہوین بنگال کیولری کے افسر کو تحریر کیا تھا۔

چنانچہ جمنٹ مذکور کا اسکاٹ لیکر میں آگئی کوٹھنچا۔ وہاں جنرل

کموین صاحب کا خط ملا کہ تم ہرگز تنہا پہاڑ پر میرے پاس

آئیکا ارادہ نہ کرنا۔ بلکہ ایک وزیر اعلیٰ میں ٹھہر کر جب کاٹنی

(یعنی فوج کی سربراہی کا سامان) وہاں سے روانہ

تب اُسکے ہمراہ آنا۔ میجر کیلی صاحب نے بیان کیا۔

کہ ایک روز پشیمت چنپسہ کاری آدمی پڑ سے نیچے آئے

ایک شخص اون میں سے علیحدہ ہو کر ذرا پیچھے رہا۔ مدھیل نے

اوب کو مار ڈالا۔ اور اسی طرح پھیلے اسکے کتے ہی کو

مارے گئے۔ اس لیے جنرل صاحب نے سخت

حکم دیا ہے کہ سوائے ہمراہی کا نوائی کے کوئی شخص علیحدہ
آمدورفت نہ کرے۔ کرنیل پارٹ صاحب کا ڈنک گن
سکہ پلٹن کے جو کہ دامن کوہ میں مقیم تھے مجھے ملیے
اور شبکو اونھون نے ڈنک کی دعوت دی۔ اور
سمجھا کہ شبکو اسی جگہ رہ کر صبح کو ہمراہ کا نوائی کے
جنرل صاحب کے پاس روانہ ہو تو بہتر ہوگا۔ چنانچہ
میں شبکو وہیں رہا۔ اور علی الصباح ہمراہ ایک انسپکٹر سکریٹری
اور ڈاکٹر گرین صاحب کے جو کہ ایک کم عمر بڑے خوش مزاج
آدمی تھے۔ اور شبکو ڈنک میں اُن سے ملاقات ہوئی تھی۔

اور انھوں نے میرے ساتھ بطور ہوا خوری کے پہاڑ پر

جانے کی واسطے وعدہ کیا تھا روانہ ہوا۔ ہمارے ساتھ ڈیر سوچر

اسباب ٹرانسپورٹ کے اور سوجوان کا اسکارٹ تھا۔

گیارہ بجے سے پندرہ بجے تک کوئین صاحب کے پاس پہنچے۔

قبل اسکے کہ بلاک مونٹین ایکسپلوشن سنہ ۱۸۸۸ء کا حال

لکھا جاوے ضرور ہے کہ تھوڑی کیفیت اس ملک کی

اور حال وہاں کے باشندوں کا۔ اور باعث انگریزی

سرکار کی فوج کشی کا بطور اختصار کے تحریر کیا جاوے

بلاک مونٹین (یعنی کوہ سیاہ) جانب مشرق انڈس ندی

کے۔ اور جانب مغرب و جنوب کا شیر کے پہاڑوں کے
واقعہ ہے۔ اس پہاڑ کی چوٹی تک مشرق کی طرف سے کاراگیزی کا
علاقہ ہے۔ وہ بھی اس طرح پر ہے کہ زفیاء و ملک لوگوں کے
ماتحت یہ زمین ہے۔ وہ سرکار انگریزی کو کچھ
خارج نہیں دیتے لیکن فی الجملہ تعلق سرکار انگریزی سے
رکھتے ہیں۔ پہاڑ کے نیچے جانب مشرق سب
انگریزی علاقہ ہے۔ پہاڑ کی چوٹی سے مغرب کی طرف
سب وحشی افغانوں کا علاقہ ہے۔ او سو یا غسان کھتے ہیں
یہ قوم کسی حاکم کے حکم میں نہیں ہے۔ نہ یہاں کی بادشاہ

نہ وزیر نہ حاکم۔ یہاں تک کہ باپ کا حکم سب مٹا نہیں جاتا۔

ہر شخص اپنے کو بجائے خود بادشاہ اور حاکم سمجھتا ہے۔

جہالت اس درجہ پر بڑھی ہوئی ہے کہ جب دو منہ

بکریوں کے دو شخص پانی پلانے ایک چشمہ پر لیجاتے ہیں تب

ایک کہتا ہے کہ میرا منہ اول پانی پیو گیا۔ اور دوسرا کہتا ہے

کہ نہیں میں اول پانی پلاؤں گا۔ پس اس تکرار پر اکثر مارے۔

جاتے ہیں۔ باتیں کرتے کرتے ایک دوسرے کو چھرمی

مار ڈالتا ہے۔ اور قیصر دیکھتا رہتا ہے۔ بلکہ جب کبھی دو آدمی ایک

گاؤں سے ملکر باہر جاوے اور ایک اُنہیں کچا مارا جاوے

تب دوسرا گاؤں کو واپس آکر اپنے ساتھی کے مرنے کی

اوسکے لواحقین کو خبر تک نہیں دیا اور نہ اوسکے مرگیا

افسوس ظاہر کرتا ہے۔ جب کبھی دو تین روز بعد سبیل تنکرو

اوس مقتول کا ذکر آجاوے۔ یا اوسکے عزیز استفسار کرتے

وہ معمولی طور کھدیتا ہے کہ فلا نی شخص نے اوسکو مار ڈالا۔

غرض کہ آدمی کی جان کی یہاں کچھ قدر نہیں۔ یہ پہاڑ

نوں ہزار فٹ سطح دریا سے بلند ہیں سیرما میں دس دس اور

بارہ بارہ فٹ برف یہاں جمع رہتی ہے۔ برسات اور

آخر برسات میں بھی برف برستی ہے۔ پہاڑ اچھے صعب المیزان ہیں

کہ یا بویا گھوڑیکا چلنا اوین ہا بل دشوار ہے۔ پیاد آدمی

بمشکل چل سکتا ہے۔ یہاں کے باشندے جنگلی جانوروں کے

موافق پہاڑوں میں تہ بنے ہیں۔ غیر ملک کا آدمی

اوپر چڑھنے کا ارادہ نہیں کرتا۔ راستہ کبھی آجکب اسطر

بنایا نہیں گیا۔ چھوٹے چھوٹے گاؤں ہاڑوں کے نیچے

بعض بعض مقامات پر آباد ہیں۔ ان گاؤں کے مکانات

عجیب قسم سے بنائے گئے ہیں۔ مکانوں کی چھت ایک

چھوٹی سے پہاڑی کی ہمواری میں رہتی ہے۔ اوپر کھڑا

کھود کر اوکھین دیواریں اٹھا کر اس طرح عمارت بناتے ہیں کہ

اوپر سے بالکل پیڑا و سیدان سا معلوم ہوتا ہے۔ اوجہ
 نیچے آکر دیکھو تو دروازے اور مکانات نظر آتے ہیں۔
 عورتیں یہاں کی بھت مضبوط ہیں۔ لڑائی کے وقت
 اکثر مردوں کے کپڑے پھینک لڑنے کو موجود ہوتی ہیں۔ اگر
 کسی خاندان سے کوئی آدمی مارا جاوے۔ اور اس کے
 وہاں کوئی مرد بدلہ لینے والا ہو تو اس خاندان کی عورت
 اپنے شوہر یا بھائی یا بیٹے کا ضرور بدلہ لیگی۔ اور جس نے
 کہ اس کے عزیز کو مارا ہے اسے ضرور مارے گی۔
 اس قوم کے فریقوں کو خیل کہتے ہیں۔ اور زیادہ تر

مرقومہ ذیل کے لوگ ان پہاڑوں میں رہا کرتے ہیں
 مدخیل اکھنڈ خیل گوجا خیل خان خیل رانخیل۔
 باخیل کاسا خیل شاخیل بانو خان خیل خواجہ خیل
 قلندر خیل نصر خیل لقمان خیل بدما خیل دگر خیل
 ماتم خیل کاخیل حسنئی۔ یہ تمام قومیں بلاک منٹن
 (یعنی کوہ سیاہ) میں رہتی ہیں۔ خاص شمار انکے مرد
 اور عورتوں کا برابر معلوم نہیں۔ لیکن تحقیقات سے اس قدر
 ثابت ہوا کہ آٹھ ہزار سات سو بیس جوان قابل لڑائی کے
 مسلح یہاں رہتے ہیں۔ اور یہ لوگ اس بات پر معرور ہیں

کہ انکے ملک کو کوئی شخص فوج کشی نہیں کر سکتا۔ اور

نہ اس ملک کو کوئی فتح کر سکتا ہے۔ اس سبب کہ اول تو

پہاڑ ایسے دشوار گزار ہیں کہ فوج کا آنا ہی ممکن نہیں۔

دوسرے اگر فوج پہاڑ پر شکل لائی بھی جاوے تو بار بار دھڑ

اور رسد اور فوج کے کھانے پینے کا بندوبست کیونکر ہو سکتا۔

تیسرے جب کوئی غنیمت فوج کشی کر گیا تو ضرور ہے کہ وہ

اہستہ آہستہ پہاڑ کے نیچے سے اوپر چڑھتا گیا تب تک

یہ لوگ اوپر سے بندوقین چلا کر اسکا کام تمام کر دیتے۔

کیونکہ یہ لوگ دشمن کو بخوبی دیکھ سکتے ہیں۔ اور خود اسکو

دکھلائی نہیں دیتے۔ چوتھے پہاڑ پر ایسا سرد موسم ہے
 کہ نیچے رہنے والے لوگ کبھی اوس سردی اور بر
 متعل نہیں ہو سکتے۔ غرض کہ کوہ سیاہ کے باشندے
 ایسے ایسے خیالات میں مبتلا تھے۔ اور کبھی اونکے
 حاشیہ خیال میں یہ بات نہ تھی کہ ہمارا ملک پر کوئی چڑھا
 کر کے کامیاب ہوگا۔ چنانچہ مشہور عیسوی میں سرکار انگریز
 کچھ فوج اس قوم کی سرکوبی کے لیے زیر حکم جنرل ویلڈ
 روانہ کی گئی تھی۔ فوج کو اوپر تک پھونچنے میں بہت دشواری
 ہوئی۔ اور ان وحشی افغانوں نے جس قدر ممکن ہوا انگریز

فوج کو تکلیف دینے میں دریغ نہیں کیا۔ اکثر افغان بھی
 مارے گئے سرکاری فوج کے بھی کچھ لوگ ضایع ہوئے
 اندازاً دس بارہ روز تک فوج پہاڑ پر رہی۔ اور بعد کو
 واپس آنا پڑا۔ اس فوج کشی کے بعد اس وحشی قوم کے ملین
 وہ خطہ قدیم اور مضبوط ہو گیا کہ ہمارا ملک ایسا دشوار گزار
 اور سخت ہو کہ اسپر کا قبضہ نہیں ہو سکتا۔ چند سال سے
 اس قوم نے سرکار انگریزی کی عملداری میں جو گانوں کے سرحد پر
 واقع ہیں ان پر ڈاکہ زنی اور چوری شرفع کی۔ اور
 جب موقع ملا سرکاری رعایا کو تکلیف دی۔ ہر چند کہ ^{الطوب}

فہائش کے اوکو سمجھایا گیا کچھ فائدہ مرتب نہیں ہوا۔

آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ گذشتہ ماہ مئی ۱۸۸۷ء میں

کرنیل پائی صاحب۔ اور میجر آرم سٹرانک مع پچاس آدمیوں کے

ہلاک ہوئیں کی سرحد پر گئے تھے۔ اس قوم نے دونوں

صاحبوں کو مع ان کے ہمراہیوں کے جان سے مار ڈالا۔

تب سرکار انگریزی کو ضرور ہوا کہ انکی برابر سرکوبی کیجاوے۔

اور آئندہ کے لیے ایسا معقول انتظام ہو جو پہر گورنمنٹ کو

ان کے ہاتھ سے تکلیف نہ پہنچے۔ لہذا جنرل کوپن صاحب کو

جو ایک بڑے ذی تجربہ اور کانڈرینجاء فرانسس فورس کے

گورنمنٹ آف انڈیا نے اس مہم کے لیے انتخاب کیا۔

صاحب ممدوح اس ملک کے حالات بخوبی واقف ہیں۔

زبان پشتو خوب جانتے ہیں۔ دراصل انہی نے ہمارے

مہم کے انجام دینے کے واسطے دوسرا آدمی ممکن تھا۔

تمام پوسٹل معاملات کو گورنمنٹ نے انکی رائے پر منحصر

رکھا۔ ماہ ستمبر میں جنرل کوپن صاحب نے شملہ کو جا کر

نواب گورنر جنرل بہادر کو میرائے کشور ہند سے سب امور

متعلق اس جنگ کے طے کر لیے۔ بارہ اقساطی چھپیں جنگی

وغیرہ سلاصہ ذیل میں درج کیے جاویں اس مہم میں لڑا جاسکتا ہے۔

نامزد کیے گئے۔ اور جنرل کو صاحب اسٹام فوج کے چار حصے۔

فوج نمبر ۱۰ کا لم

زیر کان کرنل سم صاحب پانچویں گورکھا پلٹن کے

تیسری سکھ پلٹن پنجم گورکھا پلٹن ناتھنمبر النڈ فورسیر

فوج نمبر ۱۱ کا لم

زیر کان کرنل اوگرڈی سیلی صاحب

سنگھ جمنڈ برٹش انفنٹری چوتھیون پانیر چالیسویں بنگال انفنٹری

فوج نمبر تہڑی کا لم

زیر کان کرنل سندلنڈ صاحب

سکس رجنٹ برٹش انفنٹری چالیسویں پلٹن چوبیسویں پنجاب انفنٹری
دوسو جوان خیسری پلٹن -

فوج نمبر فور کاظم

زیر کمان کرنل کروک شانک صاحب

رائل آرمرش برٹش انفنٹری اسیسویں پنجابی پلٹن چوتھی پنجابی پلٹن
ہیڈ کوارٹرننگ

جنرل چئیر ریٹ برگڈ یعنی نمبر ون اور نمبر ٹو کاظم پر۔

اور جنرل کالبرٹ لفٹ برگڈ یعنی نمبر تہری اور نمبر فور کاظم

مقرر کیے گئے

۲۸
یہ سب فوج اس انتظام سے جنرل مکوین صاحب نے روانہ کی
کہ تیسرے روز سب کالم وقت مقررہ پر پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے۔

یہ پہاڑ ٹوہڑا رقبہ دریا سے بلند ہے چونکہ بار برداری
اوپر لیجا نا بہت دشوار تھا لہذا خمیہ وغیرہ سب مقام اگلی پر
پہاڑ کے نیچے چھوڑ دیے گئے۔ ہر جوان کو دو کل لیجانیکا حکم تھا۔

جب فوج نصف پہاڑ تک پہنچی تب افغانوں نے گولیاں
مارنا شروع کیا۔ خصوصاً ریٹ کالم کی طرف زیادہ دشواری

ہوئی۔ اول وزچہ آدمی مارے گئے اور چارخمی

ہوئے۔ افغانوں کے بھی اکثر لوگ مارے گئے جب سب کالے

فوج بڑھتی جاتی تب افغان پس پاہوتے اور گولیاں چلاتے
 شکو تمام رات کیا مپے فیر کرتے رہے۔ جو کوئی آدمی آ
 کیا مپے علیحدہ ہوا جان سے مارا گیا۔ نمبر ون اور نمبر ٹو
 کالم مقام چٹیا بٹ پر جو کہ پہاڑ پر واقع ہے بھنچی لفظ کالم
 (یعنی نمبر فور) زیر حکم جنرل کالبرٹ صاحب در بند کھینچا۔

یہاں غنیمت سے اچھا مقابلہ ہوا۔

جنگ در بند

جنرل کالبرٹ چوتھی اکتوبر کو قریب صبح کے اس مقام پر پہنچے
 ہیلو کراف سے برابر خبر تھرڈ کالم اور جنرل مکویں صاحب کے

پاس بھجوائی جاتی تھی۔ اڈونس گیارڈ دوپنی رائل آرش

اور ایک ڈیوژن اسکاٹش رائل اٹلری کا طرف۔

شکار کے بڑھایا گیا۔ اور ایک پارٹی چوتھی پنجاب

کی شکار گاؤن کے سیدھی طرف بھی گئی۔ دشمن کی فوج

سب اس گاؤن میں بہری ہوئی تھی۔ اور چونکہ یہ گاؤن

بلندی پر واقع تھا لہذا سرکاری فوج کو وہ لوگ چپ کر

بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ اور آسے سے گولیاں چلا سکتے تھے۔

چوتھی پنجاب انفنٹری کو گاؤن پر حملہ کر سکا حکم ملا۔ جب یہ لوگ

حملہ آور ہوئے اور وقت صوبیدار میجر خیرنگہ جو کہ ایک

مشہور سکھ سردار تھے اوکلی گردن کے بائیں طرف گولی
 لگی۔ اور سیدھے مونڈے میں سے نکل گئی۔ یہ صوبیدار
 چار گھنٹہ تک زندہ رہ کر مر گئے۔ سرکاری فوج خوب ہاتھی
 گاؤں کی طرف بڑھی روحوان پانیر کے زخمی ہوئے جب
 پلٹن قریب گاؤں کے پھنچی تب افغان سپاہ کی طرف فرار ہوئے
 اور گاؤں پر پلٹن کا قبضہ ہو گیا۔ اس حملہ میں سات آدمی غنیمت
 مارے گئے اور کئی زخمی ہوئے۔ ان سب افغانوں نے کہ اکثر
 مدد خیل تھے پھر جمع ہو کر ایک مالہ اور دختون میں اپنے
 پوشیدہ کر کے بندوقین چلانا شروع کیا۔ تب جنرل گالتر

تین کمپنی پانیری کی زیرِ کمان لفٹنٹ ہاک صاحب کے دیکر حکم دیا
 کہ ندی کی طرف سے پہاڑ اور جھاڑی میں دشمن کو دیکھتے ہو
 جہاں کہ غنیم کی فوج جمع ہے اوسپر حملہ آور ہوں۔ رائل
 آئرش نے بائیں طرف سے اڈونس کیا۔ چونکہ انکے
 راستہ اچھا تھا اس لیے سترے وہ بہت آگے
 بڑھ گئے۔ کیپٹن سلی جنرل گالبرٹ صاحب کے اشارے سے
 یا پورسوار ہو کر آگے بڑھے۔ ہر چند کہ پہاڑوں میں بوجھا
 دشوار تھا لیکن جس جگہ کہ یہ لڑائی ندی کے قریب ہوئی
 اوس طرف کہیں کھین گھوڑے اور یا پورسوار ہی نہ تھے۔

اُنہوں نے پلٹن کو چارج کا حکم دیا۔ فوراً پلٹن والوں نے
 سنگین بند و قویر چڑھا کر حملہ کیا۔ جب یہ لوگ اندازاً سو پر
 غنیم کے قریب پہنچے تب ڈیڑ سو افغانوں نے مالہ
 اور درختوں سے بالاتفاق سید ہاسرکاری فوج پر چارج کیا
 رائل ایرش رجمنٹ نے بڑے استقلال کے ساتھ نہایت
 چالاکی اور جلدی سے دشمن پر گولیوں کی بارش شروع کی
 جس سے غنیم کا منہ ہلٹ گیا۔ اور اکثروں نے اپنے کو
 مذی میں گرا دیا۔ چونکہ پانی عمیق تھا بہت سے افغان
 غرق ہو گئے۔ بعض پانی اور ۲۹ پنجابی پلٹن سے مارے گئے

اوسوقت برابر حال معلوم نہیں ہوا کہ غنیم کے کہتہ روگ

مارے گئے۔ لیکن دوسرے روز جہاڑے میں ^{اعشیں} ۴۹

اور ندی کے کنارے ۲۶۔ اور اتالیس پتھروں میں اور

چھ ایک پہاڑ پر دکھائی دیں۔ ندی میں کس قدر ڈوبے

اون کا شمار نہیں معلوم ہوا۔ جسوقت کہ رائل آئرش نے

حملہ کیا اوسوقت (گیاٹلنگ گن) بھی سیدھی طرف سے

برٹے زور شور سے چلائی گئی تھی (گیاٹلنگ گن وہ بندو

ہی جبین ڈیر سوکارٹوس ایک وقت کندے کے خزانہ میں

بہر دیتے ہیں۔ اور غنیم کی طرف مٹھ کر کے ایک چرخ کو

زور سے پہراتے ہیں۔ اور اس بندوق علی الاصل
 گویاں چلتی ہیں) یہ بندوق جب غنیمت حاصل کرے اس کے
 روکنے کو بہت بکا رآمد ہوتی ہے۔ دو گانگ گزن حکیم
 لفٹ کیلئے کے آگے بڑھانے کو حکم ملا مجر د سا سے ایجنے
 پہاڑ پر سے ایک شخص نے گولی چلائی وہ لفٹ کیلئے کے
 گردن میں لگی۔ اور تھوڑی سیچے کی طرف جا کر منوڈ ہے
 میں رہ گئی۔ لفٹ مذکور اب تک اچھے ہیں۔ لیکن
 گولی جسم میں سے نکالی نہیں گئی۔ ڈاکٹر صاحب کا بیان ہے
 کہ اگر گولی نکالنی کا ارادہ کریں گے تو شاید انکی زندگی نہ ہوگی

کیپٹن راڈ فرڈ چوتھی پنجاب انفنٹری کے بائین طرف جہاتی

میں گولی لگی لیکن اتفاق سے شش اور جگر محفوظ رہا۔

اور گولی پشت کی طرف نکل گئی وہ اب تک چھپا ہین۔ اور آ

کہ زندہ رہیں گے۔ اور پلٹنوں کے جوان مار گئے او

۹ زخمی ہوئے۔

کیپٹن بیلی صاحب کا مارا جانا

جبکہ رائل آرٹش اور پانیہراڈونس کر رہی تھیں۔

کیپٹن بیلی صاحب یا بوپر سوار ہو کر آگے آئے۔ اور چارج

حکم دیا۔ وہ ایک نالہ میں پھنچ کر یا بو سے اترے او

جوانوں کو کھا کہ اپنے کو مالہ اور تھپڑن میں چھپا کر

فیر کرین سڑاک صاحب کمانڈنگ پائیر کے بھی ان کے سر

ہو گئے تھے۔ انھوں نے سیلی صاحب کو آواز دیا اور

دیکھو آگے نالہ کی طرف دشمن ملکر حملہ کرتے ہیں۔ توجہ

کیسٹن سیلی صاحب اپنے بابو پر سوار ہو کر مع ملٹن کے جوانوں

آگے بڑھے۔ اس وقت ایک گولی سیلی صاحب کے لگی

جس سے اونکا بابو گر گیا۔ اس عرصہ میں دشمن اوپر

آن کرے۔ لفٹنٹ گلبرٹ صاحب جو کہ دوسرے حال

دیکھ رہے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ غنیم کے چھوٹے

کیپٹن ہیلی صاحب کو مارنے میں شریک تھے۔ انکا خاں
 یہ خیال تھا کہ انکو جان سے ایکدم نہ مارنا لیکن حسبِ ممکن
 ٹکڑے ٹکڑے کر کے چھوڑ جانا۔ چنانچہ دو وار تلوار کے
 ان کے سر پر اندازاً ۲۰ انچ گھرے لگے تھے۔ سید
 ہات کی دو انگلیاں اور بائیں ہات کی چار انگلیاں صاف کاٹیں
 اور کھنہ میں سے ایک ہات بھی کاٹ ڈالا۔ دو جوان
 رائل ایرش کے انکی طرف دوڑا اور انکو اٹھا لائے
 ڈاکٹر صاحب نے اگر دیکھا سیلی صاحب زندہ تکلیف میں تھے
 خون بہت جاری تھا۔ حسبِ ممکن تھا انکی حفاظت کی گئی

وقت زخمی ہونے سے تین گھنٹہ زندہ رہ کر قریب پانچ بجے کے
 بلی صاحب نے انتقال کیا۔ یہ بے خلیق اور لائقِ شہر
 انکے انتقال کا سبکو نہایت افسوس نہوا۔ جنرل کالبر
 صاحب نے دوسرے وزیر کپٹن بلی صاحب کے واسطے

جنرل آڈر تحریر کیا۔ جو ذیل میں درج ہے۔

کپٹن بلی صاحب کے مارے جانے جنرل صاحب نے

جو جنرل آڈر تحریر کیا اور تہنیت

جو افسوس اور رنج مجھ کو کپٹن بلی صاحب سٹنٹ کو اڑا کر جنرل کے

مارے جانے سے ہوا غیر ممکن ہو کہ اسکا اظہار ہو سکے۔ انکا

بہادری اور دلاوری سے صف جنگ میں مارا جانا انکی بڑی
 جرات اور محنت پر دلیل ہے۔ جس سے کہ کپٹن سیلی صاحب
 ملاقات تھی وہ جان و دل سے انکو چاہتا تھا۔ انکو جو
 کہ وقت لڑائی کے لگے ظاہر ہے کہ کس بے خوفی اور
 دلاوری سے انھوں نے دشمن سے مقابلہ کیا۔ اور
 ایک عن مثال اپنی بعد بہادری کی اپنے پیچھے چھوڑ گئے۔
 وہ ایک میرے دلی دوست تھے۔ اور ہمیشہ نیک صلاح
 دینے والے افسر تھے۔ مجھ کو یقین ہے کہ میرے اس
 رنج اور افسوس میں سب فوج کے بہادر شریک ہو گئے۔

رجنیل اڈر طرف سے کمانڈنگ آفسر کے
 اظہارِ تاسف صوبیدار میجر چتر سنگہ کے مارے جانے
 کمانڈنگ آفسر پناہایت افسوس چتر سنگہ صوبیدار بہادر کے
 مارے جانے کا رِخا ہر کرتے ہیں۔ صوبیدار موصوف ایک بڑے
 وفادار اور بہادر اور لائق عہدہ دار تھے۔ اور اس رجنیل کے
 بہتر کرتے وقت کمانڈنگ آفسر کو ان سے بہت گھم
 ملی تھی۔ مگر یہی ایک بات کمانڈنگ آفسر صاحب کو ٹھنڈا
 دلاتی ہو کہ صوبیدار میجر چتر سنگہ ایک سپاہی کی موت
 مرے۔ یعنی صفِ جنگ میں بہادرانہ طور پر مارے گئے

۴۲
کنیل کروک شانک کا خفی ہونا

۶۔ اکتوبر کو کروک شانک صاحب کانڈنگ لفٹ کالم کے

انٹسویں پلیٹن اور دو توپین خچر باڑی کے ہمراہ لیکر

(رکافی سانس) یعنی حالت زمین اور دشمن کا حال دریافت

کرنے کے واسطے جب مقام کنھڑ کی طرف بڑھے

سامنے کے پہاڑوں میں غنیم کی فوج پوشیدہ تھی جست

کہ اوس کے نزدیک پہنچے بجا رگی اوپر سے گولیاں چلنا

شروع ہوئیں قیاس سے معلوم ہوا کہ دشمن کے پاس

اسٹانڈر اور مارٹنی ہنری بند وقین ہیں۔ اکثر لوگوں کو

یہ بات سنا کر تعجب ہو گا کہ ان وحشی لوگوں کے پاس اسناڈ راور
 بہری مارٹنی بند وقین کھسولے انگریزی فوج کے دھوکے
 پاس نہیں کہاں سے آئیں۔ دریاقت کرنے سے
 معلوم ہوا کہ لارڈ میو صاحب کے وقت میں امیر علیخان
 والی کابل کو کسی ہزار اسناڈ ر بند وقین گنیں تھیں اور
 امیر محمد یعقوب خان نے جبکہ شاہ عیسوی میں انگریزی
 فوج سے مقابلہ کیا تھا۔ تب امیر کی تمام فوج کے پاس
 علی مسجد پر وہی اسناڈ ر بند وقین تھیں۔ جو قوٹ
 علی مسجد پر لڑائی ہوئی اور افغانوں کی فوج تاب مقابلہ

نہ لاکر شکوہ فرار ہوئی۔ اطراف و جوانب کے وحشی افغان جبکہ

لڑائی کی خبر بشکر جمع ہو گئے تھے اور انھوں نے خود اپنی ہی قوم کے

لوگوں کو جو کہ فوج سے فرار ہو گئے تھے بندوق اور کارٹوں

اور شاید ایک سر کے باندھنے کی لنگی اور پرانے میلے کرتے

کی طرح سے مار ڈالا۔ اور سیکڑوں بندوقیں اس طرح

لین۔ کارٹوں جس قدر ان لوگوں کو ملے ہیں چھپتے

اسی روز کے واسطے رکھتے ہیں کہ مقابلہ کے وقت

کام آویں۔ شکار کا اس قسم کو شوق نہیں ہے۔ اور

کیسی قسم کا شکار اس جنگل میں ہی۔ جو کارٹوں صرف میں آویں

علاوہ اسکے کابل میں بھی سناؤڈ ریل اور دوسری برج ڈو
 بند و قون کے کارطوس بنتے ہیں۔ یہ لوگ کبھی و سٹر
 بارود گولی اور کارطوس لے آتے ہیں۔ سوا اسکے سپر
 جسقدر انگریزی فوج کی چھاؤنین مثل پشاور۔ آٹا باد۔ شہر
 آگہی وغیرہ کی ہیں یہ لوگ ان چھاؤنیوں اکثر انگریزی
 سپاہیوں کی بند و قین چہ کر لجاتے ہیں۔ یہاں
 تمام اسٹیشنوں سے سپچاس بند و قین چوری جانیکی سر
 رپورٹ ہوتی ہے۔ اس قوم کے چور لوگ سوا و پزیدگی
 چیزوں کو چھوڑ کر بند و قون کو چراتے ہیں۔ اور یہ بھی

سماعت میں آنے کے بعض بد رویہ سپاہی اپنے ریفل افغانوں کے تھے

سوڈیٹسوروپے کو بھیج دیتے ہیں۔ اور پھر سرکار میں

بندوق چوری، جانیکی رپورٹ کرتے ہیں۔ بہر حال اس

قوم کے پاس نہری مارٹنی کم اور اسٹانڈرٹ بندوقیں

بہت ہیں توڑے دار اور چھاتی بندوقیں بھی اگر کھینچیں

بعض وقت کوئی افغان بارگیا اسکے پاس بندوقیں دیکھنے

میں آئیں اسٹانڈرٹ اور دوسری توڑیدار یا چھاتی۔ اس سے

معلوم ہوتا، کہ خیال کم ہونے کا رطوس برج لوڈ کے یوگ

دوسرے منہ سے بھرنے کی بندوق بھی اپنے پاس رکھتے ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جب کرنیل کروک شاکپراؤپر
 افغانوں نے گولیاں چلانا شروع کیا اور سوت ایک گولی
 کرنیل صاحب موصوف کے گھٹنے میں لگی۔ اتفاق سے
 ہڈی نہیں ٹوٹی لیکن چونکہ گھٹنے کا زخم بہت برا ہوتا ہے
 انکو اٹھا کر ہیڈ کوارٹر ہسپتال کو لیکے کرنیل صاحب کے
 زخمی ہونے سے وہاں کا انتظام بگڑ گیا۔ اور پٹن کو اس
 مقام سے واپس ہونا پڑا۔ ڈاکٹر صاحب نے زخم کو خوب استنجا
 کر کے بیان کیا کہ ہر چند زخم برا ہے لیکن ہڈی بالکل ثابت
 امید ہے کہ زخم جلد صحت پذیر ہوگا۔

ہرکلسنی کا نڈر انچیف آف انڈیہ نے فوج کو فوراً کالم کے
 مبارکباد کا تار دیا کہ انکو جنگ میں کامیابی حاصل ہوئی
 اور کیپٹن ہیلی صاحب ڈپٹی اسٹنٹ کو اٹریاٹر جنرل اور
 صوبیدار میجر حقیر سنگھ اور دوسرے لوگوں کے مارے جائیں
 اور زخمی ہونے پر انہار تاسف فرمایا۔

ہرکلسنی ویراے نے بھی اسی طرح بمعرفت ملٹری سیکرٹری کے
 تار دیا اور کرنیل کر دک شاتک کی مزاج پر سی فرمائی۔
 ایک درگنگ پارٹی سچاس جوانوں کی پہاڑ پر راستہ
 بنا رہی تھی کہ یکایک انداز کی سچاس ساٹھ انفانٹوں نے

پہاڑوں سے اوس کے قریب اگر بندوقین چلائیں ضرر

تین جوان ۴۵ نمبر کہ پلٹن کے مار گئے۔ اور ایک جوان

زخمی ہوا۔ اس پارٹی نے بھی جلدی دشمن پر فیر کیا دو آدمی

اون کی طرف کے گرے باقی فرار ہوئے۔ اب ان فغانوں نے

یہ شیوہ شروع کیا کہ سب جنگل میں منتشر ہو گئے۔ اور پہاڑوں

چوٹیوں پر چڑھ کر تاکنے لگے جب کوئی چھوٹی ٹکڑی فوج کی

علحدہ جاتی نظر آتی یا کبھی ایک دو آدمی فوج سے علیحدہ

تباہ اور اگر گرتے اور مار لیتے۔ ساسک رجمٹ کی چند

کمپنیاں جسوقت کہ کہنا ٹھیک کرتی ہوئی بڑھتی تھیں اندازاً

ڈیڑ سو جوانوں نے دشمن کے یکایک اونپر فیرنا شروع کیا۔

ایک سرجن کی ران میں گولی لگی۔ اور دو جوان اور زخمی ہوئے

لیکن کوئی جان سے نہیں ہوا۔ اسی روز چودھویں سیکڑ

ریٹ کالم کی جب بطور اڈونس پارٹی کے آگے بڑھتی تھی۔

تب کچھ دشمن کی فوج دکھلائی دی اور ہونے اونپر فیر کیا۔

وہ مقابل ہوئے طرفین سے لڑائی ہوئی۔ لیکن افغان

پہاڑوں میں چھپے ہوئے تھے۔ وہ یہ لوگ نیچے

سکھوں کی پلٹن کے جوان افغانوں کو صاف نظر آتے تھے۔

اور افغان پہاڑوں اور جہاڑیوں میں اپنے کو چھپاتے تھے۔

اس لیے غنیم کے بہت کم لوگ ضایع ہوئے۔ تین جوان

سکہ پلٹن کے اسی جگہ مارے گئے اور چند زخمی ہوئے

یہ زخمی لوگ فیلڈ ہسپتال کو مقام اُکھی مین روانہ کیے گئے۔

ایک جوان جسکے پہلو میں گولی لگی تھی راستہ ہی میں مر گیا۔

اور پانچ جوان زخمی ہسپتال کو پہنچے ایک اون میں سے

بھی بالکل قریب المرگ تھا۔

تاریخ کو اڑھائی سو جوان اور دو میوں باٹری (یعنی خچرو توپ) نے

کی توپیں سڑھی کی طرف روانہ کی کین کرنیل گیا ٹی۔ اور

کیپٹن چارلی برن (ایڈیکانگ لارڈ وڈ فرن) کے جو کہ

جزل صاحب کے اردلی افسر تھے یہ لوگ سات بجے گیا

روانہ ہو کر نوبجے پہاڑ کے نیچے پہنچے۔ ان افسروں کو یہ

حکم تھا کہ سیر ہی کی طرف فوج کو بڑھاویں اور اوپر قبضہ کر لیں

اور اوکو جلاویں۔ قریب گیا راج کے ہیلیوگراف سے ان

لوگوں نے جزل صاحب کو خبر دی کہ غنیم کی طرف سے کوئی شخص

ہمارے مقابلہ میں نہیں آیا۔ ہم لوگ یہاں پر پہنچے اور گانڈو کو ہٹنے جلا دیا۔

۹ تاریخ کو شام کے وقت یہ خبر آئی کہ کچھ فوج

غنیم کی مقام کھنڈ میں جو پہاڑ کے نیچے اندازاً بارہ میل پر

ہیڈ کوارٹر سے واقع ہے جمع ہی۔ چنانچہ جزل صاحب نے

یہ حکم دیا کہ سو جوان خمیری پلیٹن دوسو ۵۴ سکہ تین سو یورپین ر

(سافک رجمنٹ) سو پانیر کے زیر حکم کرنیل اوگریڈی ہیلی صاحب

کل صبح کو روانہ ہو وین۔ اور کھنڈ کا محاصرہ کریں۔ اور

اوسکو اپنے قبضہ میں لا وین۔ کپٹن وٹسرن صاحب

(ایڈیٹنگ جنرل مکوپن صاحب) نے یہ صلاح کی کہ جبر

اجازت لیکر فرنٹ کالم کے ساتھ چلنا چاہیے ہم نے جبر

اگے جانے کے لیے درخواست کی صاحب معز نے

کرنیل اوگریڈی ہیلی صاحب کے ساتھ ہمیں جانے کے واسطے

اجازت دی۔ چونکہ تمام کھنڈ کو جانا اور بعد لڑائی کے

اسی زولس آنا دشوار تھا لہذا فوج میں یہ حکم دیا گیا کہ ہر شخص
 تین وقت کا کھانا اور کچھ اوڑھنے بچھانے کے واسطے اپنے
 ہمراہ لےوے۔ ہمنے بھی مثل دوسروں کے کچھ بٹ
 اور گوشت بریان اپنے تھیلے میں (جسکو ہا ورساک
 کہتے ہیں) رکھ لیا۔ اور ایک آدمی جو ہم دونوں کے
 اسباب لیجا کے لیے ملا تھا اسکو بلاٹکٹ حوالہ کر دیے
 تاکہ شبکو کام آدین۔ سات بجے صبح کے ہیڈ کوارٹر
 فوج روانہ ہوئی یہ مقام ہماری جگہ سے آٹھ ہزار فٹ نیچا
 کامل تین گھنٹہ تک فوج نیچے اترتی رہی۔ جب گھنٹہ دوسرے

دکھلائی دیا تب کرنل صاحب نے فوراً سہو کو روک دیا۔ او
 آپ دور بہن سے بخوبی چار طرف دیکھ کر اپنی فوج تین جھتے
 سیدھے ہاتھ کی طرف کرنل ڈاٹریڈ صاحب بجا بنگ ۵۴ سکے پلٹیں
 مع سوجوان خیر رفل آورد و سوجوان سفک جمنٹ کے
 پچاس جوان ۴۵ سکے پلٹیں کے سچپین دو توپین خچر باڑی کی
 سوجوان سفک جمنٹ پچاس ۴۵ سکے پلٹیں کے بائیں
 پچاس بائیں پچاس جوان خیر پلٹیں سوجوان ۴۵ سکے پلٹیں کے
 زیر حکم کیپٹن واڈس صاحب کے دیے گئے۔ ان سب کو یہ
 ہدایت دی گئی کہ ریٹ کالم سیدھی طرف سے مقام کھنڈ کے

سید ہاجا دے اور لفٹ کالم بائیں طرف ہے۔ اور یہ

دونوں کالم ایسے قدم سے جاوین کہ برابر ایک وقت میں

مقام مذکور پر دونوں طرف سے حملہ آور ہوں۔ درمیانی

فوج مع دو توپوں کے سیدھی سائیڈ کو جاؤ اور گاؤں

مذکور پر گولہ اندازی کرے جب گاؤں اپنے قبضہ میں آجائے

تب سب گھروں کو آگ لگا دیوین لیکن عورت اور بچے کو

بالکل نہ چھیڑیں قسم زراعت وغیرہ سے جو چیز ہو اس کو

نہ جلا دیں جب یہ ہدایت سب نے بخوبی سمجھ لی تب تینوں کالم

اپنے اپنے افسروں کے حکم میں روانہ ہو راقم کرنل صاحب کے

ہمراہ سطرکالم کے ساتھ تھا جب ہاکالم آخر پہاڑ پر پہنچا

تب سب جوانوں نے پتھر اور درختوں میں اُکوچھپایا۔ اور

توہین گاؤں کی طرف لگائیں۔ گاؤں اوس جگہ سے

گیارہ سو وار تھا۔ گاؤں کے مکانات اور آدمی ہکھونچو

نظر آتے تھے۔ کرنیل صاحب نے حکم دیا کہ سب افسر و سرتو

دیکھیں کہ عورتیں اور بچہ گاؤں میں ہیں یا نہیں۔ ہمنے

بہت دیر تک دیکھا لیکن کوئی عورت اور بچہ گاؤں میں

نظر نہیں آیا۔ ہمارے ساتھ دو تین آدمی اوس جگہ کے

تھے اور انھوں نے بیان کیا کہ جب انگریزی سرکار کی فوج نے

اسطرف چڑائی کی تب تمام پہاڑی لوگوں نے اپنی عورتیں بچے
اندس ندی کے پاس دانہ کر دیے۔ اور اپنے جانور
اون کے ہمراہ بھجوا دیے۔ اور جو قسم غلہ سے اون کے
گاؤں میں موجود تھا اسکو کسی محفوظ جگہ نہ جنگل میں دفن کیا۔
اور فقط جوان آدمی جو لڑنے کے قابل تھے وہ گاؤں میں
رہ گئے ہیں۔ کھنڈ ایک بڑا گاؤں پہاڑ کی نصف بلند
واقع تھا۔ اور بستی کی دو جگہ پر آبادی تھی۔ ایک گاؤں
نیچے۔ اور دوسرا گاؤں اندازاً تین سو سوار اور پیدل
ایک بڑا برج تھا۔ جب گاؤں والوں نے فوج کو دور سے

آتے دیکھا تب اکثر نے گاؤں خالی کر دیا اور اطراف کے
 پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے بعض لوگ برج پر بند وقین
 بیٹھے گئے غرض کہ جب لفٹ کالم آگے بڑھا دو نوں طرف سے
 بند وقین چلنے لگیں سنٹر مین سے بھی توپیں سر ہوئیں۔
 اندازاً ڈیڑھ گھنٹہ تک طرفین سے بند وقین وغیرہ کے
 فیر ہوئے۔ لیکن افغانوں کے پاس منحصہ سے بھرنے کی بندوبست
 بعض پولدار اور بعض توڑیدار تھیں۔ دور سے۔
 اونسے زیادہ نقصان متصور نہ تھا۔ اور انگریزی فوج کی
 ہنری مارٹنی اور اسنایڈر ہزار بارہوا تک کام

کرتی تھیں تیرہ آدمی افغانوں کے مار گئے۔ اور چند آدمی

رنجی ہوئی تب گاؤں اور پہاڑ کی چوٹی پر جو لوگ کہ تھے

وہ سب پہاڑ کی دوسری طرف فرار ہوئے۔ اور خیبر پلٹن

نے دو طرف سے باجا بجاتے ہوئے حملہ کیا۔ تھوڑی سی

دیر میں گاؤں پر قبضہ ہو گیا۔ دونوں کالم گاؤں میں

داخل ہوئے۔ اور چار طرف سے آگ لگانا شروع کیا

ایک گھنٹہ میں سارے گھر مشتعل ہو گئے۔ اس گاؤں میں

شہد بہت تھا سو لہجروں سے جسد رکھایا گیا انھوں نے

کھایا۔ اور بہت کچھ اپنے ساتھ لائے۔ خیبر پلٹن کے جوان

ایک منہ دہونکا اور کچھ گائے بھیسین بھی بکڑ لائے تھے۔
 تین بجے کے دو نوں کالم مقام کھنڈ کو تاراج کر کے وہاں
 پھرے۔ اور پانچ سیر ہی گاؤں میں جو ایک قبیلہ کے
 جلایا گیا تھا پھنچے شکوہ فوج نے اس جگہ مقام کیا۔
 کیپٹن دسٹر صاحب کے ساتھ ایک آدمی تھا اس نے
 گوشت میں آلوپکا کر رکھے تھے۔ ہمنے آگ کے پاس بٹھک کر
 گوشت کھایا۔ اور بعد ازاں اپنے روالورا اور بندوین
 کا رطوس بہر کر اپنے بازو پر رکھ کر بلا ٹک بچھا کر سو رہ چوکہ
 تام دین پڑو پڑھنا اور اترتا رہا تھا شکوہ خوب آرام نیند لئی

علی الصباغ ایک ایک پیالہ چائے کا بے دود کے ہمکوتا

اب ہر چند کہ پھر آٹھ ہزار فٹ بلند پھاڑ پر چڑھنے کو دل

نہیں چاہتا تھا۔ لیکن چونکہ کھانے پینے کا کچھ اسباب ساتھ

ضرور رہا کہ ہیڈ کوارٹر کو واپس آ جاوین۔

ساڑے ساٹھ سیڑھی سے روانہ ہوا اور ساڑے گیارہ

پہاڑ کی چوٹی پر جس جگہ کہ ہیڈ کوارٹر تھا پہنچے۔ پلٹن کے جوانوں

ہمیشہ یادہ پہر کی عادت ہوتے ہیں لیکن زیادہ بلندی چڑھنے

وہ بھی بالکل تھک جاتے تھے۔ جنرل صاحب لفٹ کا کم ملاحظہ کو

گئے تھے شام کو واپس آئے۔ شام کے ساٹھ بجے آگ کے ساتھ

ڈنر کھایا۔ جنرل مکوین صاحب چونکہ نہایت سپاہیانہ
 مزاج افسر ہیں ان کی خاص یہ رائے تھی۔ کہ خود مع اسٹاف
 بالکل مشل اور فوج کے لوگوں کے رہیں۔ ورنہ ممکن تھا
 کہ خود جنرل صاحب اپنے لیے ایک خیمہ ہمراہ رکھتے یا کھانڈ
 اسباب درست سے ہوتا۔ بخلاف اسکے بہادر معرکا
 بستر مشل اور سپاہیوں کے تھا۔ کھانے وغیرہ کی کیفیت
 کہ صبح کو چائے یا کوکو بے دود کے ملتی تھی۔ اور جب کفٹ
 کیا مپ مین کھانیکا اتفاق ہوتا تو ہر اسٹاف افسر اپنی
 ایک رکابی اور چھری کاٹھا ساتھ لاکر ایک حلقہ مین پر

بیٹھ جاتا اور باورچی قسم اسٹوسے یعنی گوشت گامخا اور کبری

اور مرغی کا اور آلو ایک جگہ بڑے دیگچے میں پکا ہوا سبے سا

لاتا اور ہر شخص اپنی اپنی رکابی میں اسکو بقدر ضرورت نکال کر

کہاتا تھا۔ کبھی کبھی مٹن چا پ بھی دیا جاتا۔ علیٰ ہذا القیاس

دُڑ بھی اسی طرح سات بجے شب کو ایک جگہ بہت اگرشن

کردی جاتی تھی۔ اوسب لوگ مع جنرل صاحب کے اک کے

نزدیک جا کر زمین پر بیٹھ جاتے اور وہی کھانا جو اوپر بیان کیا گیا

شبکو بھی پکایا جاتا تھا کھایا کرتے۔ شراب جو کہ سب

سولجروں کو قسم روم سے ملا کرتی تھی وہی فرنگلو و خیر صبا ^{کو بھی}

ملتی تھی۔ دراصل یہ ایک بڑا فوجی اصول ہے کہ

جب سپاہی جنگ میں سختی کے وقت اپنا لادست

افسروں کی گرزان بالکل اپنے موافق دیکھتے ہیں انکو

ہمت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اور کوئی سختی کھانے پینے

سردی اور گرمی برف و باران کی اون کو معلوم

نہیں ہوتی۔

ستہرہ وین تاریخ کی صبح سے کچھ تھوڑا سا آبر آسمان پر

نظر آیا اور ہوا معمول سے زیادہ مضر معلوم ہونے لگی۔

سامنے کے پہاڑوں پر دور دور دھواں ساد لگا۔
کھنکھنے لگا۔

۶۶
دیکھ کر ہمارے کیا مپ میں جو افغان لوگ تھے اُنہوں نے
کہا کہ یہ برف کی علامت ہے آج برف ضرور گر کر پکی یہ
دیکھ کر تمام فوج میں گر بڑ ہو گئی۔ جنرل صاحب نے حکم دیا
کہ سب جوان اور افسر اپنے اپنے بسترون پر کچھ سا کر لیٹیں
چنانچہ اکثر انہوں نے موم جامہ اور کلوں کو اپنے بچھونپر
بطور پال کے ایک لکڑی سیچمن لگا کر کڑا کر لیا۔ اور
بعض جوانوں اور افسروں نے درختوں کی ڈالیوں اور
پتوں سے اپنے اوپر آسرا کیا۔ غرض کہ تمام فوج نے آسے
جلدی اور فکر سے یہ کام کیا کہ تین بجے شام تک فی کھلمہ

۶۷
سبہون کو اپنی حفاظت سے اطمینان ہو گیا۔ چار بجے

شام کو سب اطراف کے پہاڑ و نیلے بحر محیط ہوا ہوا تھا

سرد ہو گئی۔ جب اس ملک میں پانی کی آمد ہوتی ہے

تو سیاہ ابرا اور پانی پڑتا ہوا اپنی طرف آتا نظر آتا ہے۔

لیکن برف کے ابر میں سیاہی نہ تھی۔ بلکہ کچھ دھواں سا

مائل بہ سفید سی۔ اور کبھی کبھی دوسرا ایسا معلوم ہوتا تھا

کہ لاکھون روئی کے گالے آسمان سے ہوا میں نیچے اڑتے

ہوئے آتے ہیں۔ غرض کہ برف برسی کے قبل ایک عجیب

غریب کیفیت نظر آئی جو کبھی آگے دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔

اول شمالی پہاڑوں پر برف باری شروع ہوئی۔ اور جو ہوا

کہ اوسط طرف سے آتی تھی وہ نہایت سرد تھی۔ جب قدر کہ

فدالین اور اون کے کپڑے ممکن ہوا میں پھنکراؤ پر سے

پوستین پھن لیا لیکن سردی وقت بوقت زیادہ ہوتی

جاتی تھی۔ اس سبب بہت خوف معلوم ہوا کہ جب

برف پڑنے کے قبل یہ حال ہی تب برف پڑنے وقت

کیا ہوگا۔ ایک صاحب جو اس موسم سے واقف تھے

اونھوں نے لکھا کہ یہ سردی جب ہی تک ہی جب تک کہ برف

شروع نہیں ہوئی جب برف پڑنا شروع ہوگی سردی ختم ہو

کلم جاو گی کیونکہ ہوا جو برف کی طرف سے آتی ہے اس میں سرخ
 بہت گزند ہوتا ہے۔ غرض کہ ایک آدھ گھنٹہ میں ہمارے ہاڑ
 برف برسنی شروع ہوئی۔ اور تھوڑی دیر میں سب زمین
 سفید ہو گئی۔ بچھونے کے اوپر جو چادرین لگائی گئی تھیں ان پر
 بہت برف جم گئی میں نے تھوڑی سی برف اپنے موم جا
 چادر پر سے لیکر دیکھی تو وہ اس قدر سخت تھی جیسی کہ مشین سے
 جائی جاتی ہے۔ یا آسمانی برف اپنے ملک میں ملتی ہے بلکہ
 یہ نرم تھی جیسے کہ (ایس اسکریم) جائی جاتی ہے
 جب میں نے اس کا باعث یہاں کے لوگوں سے پوچھا تب انہوں نے

کہا کہ یہ برف غیر موسمی ہے۔ اور ہوا میں ابھی ایک گونہ
 گرمی باقی ہے۔ اس لیے برف نرم کرتی ہے۔ اور جلدی سے
 پگھل جاتی ہے۔ جب کہ موسم سرما میں ہوا خوب
 سرد ہو کر برف پڑتی ہے تب برف میں سختی ہوتی ہے
 اور ہینوں نہیں لگتی۔ بلکہ جس پہاڑ پر ہمارا ہیڈ کوارٹر تھا۔
 کہتے ہیں کہ موسم سرما میں یہاں دس دس اور بارہ بارہ ^{فٹ}
 اونچی برف جمی رہتی ہے۔ اور کسی شخص کا گذر اس طرف ممکن
 نہیں ہوتا۔ جب ہمارے پہاڑ پر برف باری شروع ہوئی
 تب یکایک سردی کم ہو گئی۔ اور وقت میں بخوبی خیال کیا

کہ سب جسم کو تو بہت سردی نہیں معلوم ہوتی تھی لیکن
 ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں اور ناک کو ایک عجیب قسم کی سردی
 معلوم ہوتی تھی جس کا بیان نہیں ہو سکتا قریب چار گھنٹہ کے
 برف پڑتی رہی بعد کو کم ہو گئی۔ مجھ پر برف موقوف ہوئی
 سردی نہایت شدت سے ہوئی۔ مین نے خوب گرم کپڑے
 اور چار پائتا بے ایک پر ایک چھن اور بڑا پوستین بھینکر
 ایک رضائی اور دو گرم بلائٹ اوڑھ کر سوایا تھا۔
 بار بار سردی سے آنکھ کھل جاتی تھی۔ میری ہمراہی مین
 ایک خواجہ امین الدین اور ایک آدمی سی پرچہ تھا خواجہ امین الدین

کثرت محنت اور شدت سردی سے بخار اور دلکی بیماری
 ہو گئی جس سبب سے اون کو واپس کرنا پڑا۔ دوسرا ایک آدمی
 جو میرے پاس باقی تھا ہر چند کہ میں نے اسے بخوبی کریم
 اور پوستیں دلا دیا تھا۔ لیکن برف پڑنی کی رات جب صبح کو
 میں اُٹھا۔ اور کافی بنانے کے لیے اُسے اُٹھایا تو وہ ایسا
 سچس و حرکت پڑا تھا میں نے خیال کیا کہ یہ رات کو اٹھ کر رہ گیا
 بہر حال جب بہت ہلایا تو یہ آدمی مشکل اُٹھا اور دیر تک
 بیکار رہا۔ جب آگ کے پاس گیا ہاتھ پاؤں کو خوب کھینچا
 تب اس میں دم آیا تمام فوج کو اس رات کثرت سردی سے

۷۳
نہایت تکلیف ہوئی سنتری لوگ جو پھرون پر تھے اون کا

نہایت برا حال رہا۔

دوسرے روز صبح کو جنرل صاحب ریٹ کالم کے حلقہ کو

تشریف لے گئے یہ کالم کرنیل سم صاحب کا مذاکرت پنجم گورکھا

کے زیر حکم تھا۔ کرنیل صاحب مغر جنرل صاحب کو اون

مقامات کے بستلا کو لیکے جبکہ کہ انکے کالم سے او

غفیم سے مقابلہ ہوا تھا۔ اور اس لڑائی کی خلاصہ کیفیت

جنرل صاحب کو اب تک نہیں پہنچی تھی اس کالم میں پنجم گورکھا

اور پنجم گورکھا پلٹن اور تہرڈ سکہ جمنٹ شریک تھی یہ فوج

چٹیا بٹ پر پھینچی تب وحشی افغانوں نے پہاڑوں پر سے

گولیاں چلا کر شروع کیا ان کی فوج بھی اوسطوں کو

فیر کرتی لیکن جھاڑ اور پھاڑ اور تھپسروں میں دشمن کے

لوگ بالکل نظر نہیں آتے تھے اس لیے فیوزر رپورٹیں ملٹن کو

کرنل سم صاحب نے ایک پوشیدہ جائے کھڑا کیا۔ اور

تیسری سکھ ملٹن اور گورکھا ملٹن کو بھی حکم دیا کہ اپنے کو

پتھروں اور جھاڑوں میں چھپا کر فیر کرتے جاؤ

افغانوں کو قیاس سے معلوم ہوا کہ فوج انگریزی سچلے

نہایت تھوڑی ہے پس ان سب لوگوں نے اوپر

ایک جگہ جمع ہو کر سید ہارن ملٹنوں پر حملہ کیا۔ حکم تھا

گو رکھا پلٹن اور تھرڈ سکھ پلٹن کی بند و قون سے

بہت لوگ مارے گئے لیکن یورپین پلٹن نے

بالکل فیر نہیں کیا جب تک کہ غنیمت بہت قریب نہیں گیا

اور نہ افغانوں کو یہ معلوم تھا کہ دوسری ملٹن

چھپی ہوئی کھڑی ہے۔ جب یہ لوگ بہت قریب

آگے تب یکایک فیوزلرز جمبٹ نے اس حال کی

اپنی ہنری مارٹنی سے فیر کرنا شروع کیا کہ دشمن کی

فوج کو سنہلنے کا موقع نہیں ملا۔ یکایک

۷۶
گولیوں کی بارش اون کے سر پر برس نے سے

اون کے پاؤں اوکھڑ گئے۔ اکثر مارے گئے۔ اور

باقی دوسرے پھاڑوں کی طرف فرار ہو گئے۔

سات آدمی اس کالم میں مارے گئے۔ غنیم کے

قریب ساٹھ آدمیوں کے موئے۔ اور بہت سے

زخمی ہوئے۔ رات کو ریٹ کالم اسی جگہ اودترا۔

جب سب فوج کھانے پکانے میں مشغول ہوئی تب

اطراف کے پہاڑوں سے پھر افغانوں نے جمع ہو

اگ کی روشنی پر گولیاں چلانا شروع کیا۔ اور قبل

صبح ہونے کے پھر ہاڑون میں چپ رہے۔ دوسرے

شب کو پھر یہی معاملہ رہا۔ چنانچہ کرنیل صاحب نے بعد کو

یہ حکم دیا کہ سب فوج کے لوگ اپنا کھانا پکانا دن کو کر لیا کریں۔

شب کو آگ روشن نہ کیا وے۔ اور چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں

جوانوں کی سامنے بکے ہاڑون پر روانہ کر کے اون کے پڑ

اپنی ٹکٹ نصب کر دیے۔ اور جوانوں نے اپنی حفاظت کے سلسلے

خندقین کھود لیں یہ سب انتظام افغان دیکھ کر اٹس ندی کے

پار چلے گئے۔ اب تین روز سے اس کیا مپ پر کسی

بندوق وغیرہ نہیں چلائی۔ برف کے خوف سے یہاں بھی

فوج نے کچھ آسرا کر لیا تھا۔ جنرل صاحب کیفیت سنکر

اور مقامات کا ملاحظہ کر کے بہت خوش ہوا اور فوج کی۔

کارروائی کی بہت تعریف کی۔ قریب تین بجے کے

ہیڈ کوارٹر کیا مپ کو واپس آئے۔

ہیلیوگراف سے دن کو اور لال ٹین سے شب کو پیام نہیں

بہت ٹھک ملی۔ ہر ایک کیا مپ کے درمیان تین چار میل کا

فاصلہ تھا۔ لیکن بذریعہ ہیلیوگراف اور لال ٹین تمام

وقتاً فوقتاً ہیڈ کوارٹر میں پہنچتی تھیں۔ اور حسبِ ر فوج بھیجی

ٹپکرافٹ لین بھی لگائی جاتی تھی۔ لفٹ کالم زیرِ حکم خبر لگا کر

صاحب کے انڈس ندی پر ہیڈ کوارٹر کیا ہے قریب چوڑ

میل کے تھا۔ اور راستہ پہاڑوں میں نہایت ہی

صعب المور تھا۔ کرنیل گاٹی کا صاحب اسٹنٹ

ڈپٹی کوارٹر ماسٹر جنرل کچھ ضروری احکام جنرل کو صاحب کے

بالمشا فہ جنرل گالبریت صاحب کو سمجھانے کو کل صبح کو

روانہ ہوئے یہ صاحب چودہ میل پہاڑوں میں شب فرا

طے کرتے ہوئے پیادہ گئے۔ اور چودہ میل اُسی روز رات کو

گیارہ بجے واپس آئے۔ چند اس ملک کے پہاڑی لوگ

جو اون کے ہمراہ تھے وہ بھی اون کا ساتھ دے سکے اور

۸۰
رہ گئے۔ دوسرے روز کرنیل گیا ٹی کا صاحب بالکل

تندرست اور پھر نے چلنے کو آمادہ تھے۔

دسویں تاریخ ماہ اکتوبر کو جنرل مکوین صاحب نے یہ اشتہار دیا

کہ پسند رہوین تاریخ تک اگر مختلف قومیں وحشی افغانوں کی

مشکل حسن زئی و آکازئی وغیرہ اگر رجوع نہ ہو جائیگی

اور سرکار نے جو شرطیں پیش کی ہیں اون کو قبول کر لیگی

تو باقی گاؤں بھی جلا کر تاراج کر دیے جاویں گے۔ اور جب قدر

زراعت کھڑی ہوئی ہے وہ سب جلادی جاوے گی۔

یہ اشتہار اس ملک کے باشندوں کی زبانی سب افغانوں کو

جو کہ انڈس ندی کے دونوں طرف تھے بھجوا دیا۔

اب خیال کرنا چاہیے کہ ان افغانوں کے سر میں جو ایک قدیم

خط تھا کہ ہمارے پہاڑوں میں کوئی فوج نہیں آ سکتے اور

اگر بالفرض آوے بھی تو نہ یہاں قیام کر سکتی ہے۔ اور نہ ایسے سخت

مقامات میں لڑ سکتی ہے۔ بہین خیالِ اول انگریزی کار

اس قوم نے بغاوت سبوتاؤ کیا۔ اور جو شرط سرکار نے

پیش کی اوسے انکار کیا۔ سرکار کی ایک شرط یہ تھی کہ

تمام ہلاک مونٹین (یعنی کوہ سیاہ) پر راستہ بنایا جائے

اور جو سردار کریل پاٹی اور میجر ارام استراگ کو ان

لوگوں نے مار ڈالا ہوا دوس کی عوض میں سات ہزار روپے

جرمانہ یہ قوم داخل کرے۔ انگریزی سرکار کا یہ ارادہ تھا

کہ پہاڑ اپنے قبضہ میں رکھے بلکہ سرکار کا خاص منشاء تھا

کہ یہ قوم جو سرحد پر واقع ہے انگریزی رعایا کو تکلیف نہ پہنچاؤ

اور جب کہ اس پھاڑ پر راستہ بن جاوے گا تب اگر کبھی

یہ قوم برسرِ بغاوت ہوگی تو برٹش فوج بہت آسانی سے

یہاں آکر ان کو تباہ دیکھیگی۔ جب اس اشتہار کی

افتادہ ہوئی اور انھوں نے جنرل صاحب کے پاس

کھلا بھیجا کہ ہم لوگ زرغہ آپ کے پاس واپس کرتے ہیں یہ ہر قوم

چند آدمی بطور وکالت کے جنرل صاحب کے پاس آج گئے
 اور سب امور طر کر لیوینگے۔ جنرل صاحب نے یہ امر قبول کیا۔
 چنانچہ سولویں تاریخ اکتوبر کو حسن کے قوم کا زرغہ آیا اور
 انھوں نے ہر طرح اطاعت قبول کی لیکن جرمانہ کے واسطے
 لکھا کہ ہماری قوم اس قدر مفلس ہو کہ کسی طرح جرمانہ ادا کر
 سکی
 طاقت نہیں رکھتی تب سرکار نے یہ تجویز کی کہ اگر نقد جرمانہ
 نہ دے سکیں تو جانور اور قسم ہتیار سے جو داخل کریں گے
 جرمانہ میں قبول کیا جائیگا اس امر پر فی الجملہ یہ لوگ رضی
 ہوئے۔ اور ان لوگوں سے صلاح کرنے کے لیے واپس گئے

ایک وز شام کو بوقت جنرل کو چھبے مع اشتاف کی کیا مپ کے نزدیک

پہرے تھے۔ ایک افغان تھمر کے نیچے چھپا ہوا بیٹھا تھا جبکہ

جنرل صاحب آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اوس کے نزدیک پہنچے

تب اوس نے صاحب مقرر پر بندوق چلائی۔ اتفاق سے

گوئی نہیں لگی۔ وہ افغان بندوق چلا ہی فوراً پہاڑ کے

غار میں کود پڑا مگر اوس کا پہرہ نہ نہیں ملا۔ ہیڈ کوارٹر گیا

جو کہ پہاڑ کی چوٹی پر مقام قائم گلی میں واقع تھا وہاں نیچے

مقام اوگہی تک سوائے ہمراہی اسکا رٹ پچاس چالیس

جوانوں کے کوئی شخص تھا آمد و رفت نہیں کر سکتا تھا

ہر دوسرے روز کھانیکا اسباب خچردن پر لاد کر چا پس
 جوانوں کی ہمراہی میں اوپر کو روانہ کیا جاتا تھا۔ اور
 دوسرے روز خالی خچر ہر جوانوں کی ہمراہ بھجوائے جاتے تھے۔
 اکثر ان لوگوں پر افغان گولیان چلاتے تھے۔ اور اگر
 کوئی آدمی قافلہ سے علیحدہ ہوتا تو اس کو مار لیتے۔
 جنرل چینا صاحب چودھویں تاریخ کو مع تھوڑی فوج کے
 طرف کرہون کے روانہ کیے گئے۔ کوئی غنیم اس طرف
 مقابل نہیں ہوا۔

ہلاک مونٹین (یعنی کوہ سیاہ) کے جنوب کی طرف صوبہ

واقعہ ہیں۔ جناب مولانا اخوند محمد عبد الغفور صاحب

صوادی قدس اللہ سرہ جو کہ مثل آفتاب کے مشہور تھے

تھوڑا عرصہ ہوا کہ حضرت معجز دنیا سے پردہ فرمایا۔

اور اون کے صاحبزادے جانشین ہوئے۔ جو وقت کہ

انگریزی سرکار نے ہلاک نوٹین پر فوج کشی کی اوستو

تھوڑے لوگ باشندہ پلاسی کے (جو کہ ان لوگوں نے

ایام قدیم میں مقام ٹپنے سے آکر یہاں بود و باش اختیار

کی ہے اور اس ملک میں سب دہائی کھلائے ہیں) نزدیک

صاحبزاد صاحب حضرت اخوند صاحب قبلہ کے گئے اور

ایسا عرض کیا کہ انگریزوں کی فوج ہمارے ملک کی طرف

آتی ہے پس ہم سب مسلمانوں کو لازم ہے کہ انہیں جہاد کریں۔

آپ اور دوسری قومیں جو آپ کی مرید ہیں وہ سب ملکر ہمارے

شریک ہوں صاحبزادے صاحب نے بالاتفاق تمام علما کے

یہ بیان فرمایا کہ جہان تک ہم خیال کرتے ہیں بالکل جہاد

نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے کہ یہ ایک معمولی ملکی اور حدی

لڑائی ہے۔ اول بنیاد جنگ کی طرف سے خیال کرنا چاہیے

کہ انگریز لوگ یہ لڑائی کیوں کرتے ہیں۔ وہ لوگ تمہارے یہی

امور میں دخل نہیں دیتے۔ تم کو بھراپنے مذہب میں نہیں ملتا

ہماری مسجدوں کو مسما نہیں کرتے۔ ہمارے بزرگوں کے آثار کو
 نہیں چھڑتے۔ بلکہ انہوں نے خاص اس واسطے فوج کشی کی ہے
 کہ تم لوگ جو ان کی سرحد میں جا کر چوری کرتے ہو۔ او
 دن کی چند رعایا کو زبردستی تم لوگ پہاڑوں میں لے آئے
 اور چند مہینے ہوئے کہ تم نے بلا تصور اون کے دو مغرز سردار
 اور پچاس آدمیوں کو جان سے مار ڈالا۔ اب وہ لوگ اپنے سردار
 اور آدمیوں کے عوض خون بہا میں صرف آٹھ ہزار روپیہ جرمانہ
 چاہتے ہیں اور تم سے یہ اقرار مانگتے ہیں کہ آئندہ ان کے ملک میں
 گھسنا اور ان کی رعایا کو جو امن و امان سے بھرتا تھا۔ اور تمہارا

پھاڑوں میں راستہ بنانا چاہتے ہیں تاکہ اگر پہرے بھی تم لوگ

خلاف اقراری کرو تو اون کی فوج تمہاری تہیہ کے واسطے

بآسانی آسکے۔ ان سب وجوہات کو دیکھ کر ہم یہ کہہ سکتے ہیں

کہ تمہاری ہی وحشی قوم کا سراسر قصور ہی اور صاحبان انگریز

جو اپنے دو مغرز سرداروں اور چاس آدمیوں کے قصور کے

خون کا قلیل خون بہا مانگتے ہیں وہ برسر حق ہیں۔ اگر تم لوگ

انکے شرائط قبول کرو اور خون بھا دیدو تو وہ لوگ تم سے لڑتے

بھی نہیں۔ ابھی واپس ہو جاؤ پر راضی ہیں یہ ایسی لڑائی؟

جس پر بالکل جہاد کا فتویٰ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ سرحدی جھگڑے۔

یا مال۔ یا زمین پر جبکہ لڑائی ہو اور زمین کسی قسم کا مذہبی تعلق نہیں

تب یہ دیکھا جاتا ہے کہ کونسی قوم راستی پر ہے جو راستی پر

حق بجانب اوس کے کہا جاتا ہے۔ صاحبزادہ صاحب نے

جب یہ بیان فرمایا تب وہ وہابی لوگ واپس ہو گئے۔ اور

امدازاً دو سو آدمیوں نے قوم کا زنی سے اون کے شریک ہو کر

در بند کی لڑائی میں لفٹ کالم سے مقابلہ کیا۔ کپٹن ہیلی

انہیں لوگوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ جب ہلاک ہوئے

(یعنی کوہ سیاہ) کے باغی لوگوں کو برابر سزا ہوگی جو لو

برسر مقابلہ ہو وہ ہلاک گئے یا مارے گئے۔ اور ان کے اکثر گاون

جلا دیے گئے۔ آخر کو آکازئی قوم آکر سرکار کے ساتھ جو
 ہوئی تب اونیں تاریخ کو جنرل کموین صاحب نے یہ حکم دیا کہ فٹ کالم
 زیر حکم جنرل گالبریٹ صاحب کے در بند پرندی کی طرف رہے
 اور باقی فوج ایک وزصف پہاڑاوتر کر مقام کرے۔
 اور دوسرے روز بلاک ہوسٹین کے نیچے موضع تہندین مقیم ہوئے۔
 چنانچہ بیس تاریخ کو جنرل صاحب مع اسٹاف و فوج
 ہمراہی کے قائم گلی سے روانہ ہو کر سات میل پر موضع مانکا
 میں مقیم ہوئے۔ کیا مپ کی جاکیاں بالکل خراب تھی سب لوگ
 فرازمین پہاڑ پر اترے۔ اندازاً چار ہزار فٹ ہم لوگ نیچے

اوترے ہون کے اس کیا مپ کے سامنے کے بلند پہاڑ خیر

برف ہمیشہ جمی رہتی ہے غروب آفتاب کے وقت نہا

خوش وضع معلوم ہوتے تھے آفتاب غروب ہونے کے وقت

پیلی پیلی دھوپ اور سفید پہاڑوں کی چوٹیوں پر عریض

طور کی کیفیت دکھلاتی تھی کہ بسا کچھ بیان نہیں ہو سکتا۔

سب لوگ گرم پوستیں پھنے ہوئے اپنے اپنے سامنے آگ

جلا کر کافی پیٹے ہوئے اُن پہاڑوں کو دیکھ کر صانع حقیقی

کی صنعت پر اقرار کرتے تھے کہ دنیا کے ہر پردہ پر نئی آب

ہوا۔ اور ہر ملک کی نئی فضا کھین بلند ہی ہے کہیں سستی۔

کھین میدان میں ویرانہ اور پہاڑوں میں بستی ہے

سطح زمین اور رگستان میں شدت گرمی سے آدمیوں کے

مسام سے پسینہ جاری ہے۔ اور بلند پہاڑوں کی

چوٹیوں پر رطوبت و برودت سی رات دن برباری۔

ہر ملک کا نیا حال ہر سرزمین کی نئی چال۔ یورپین

لوگ (سن سٹ اور سن رابر) یعنی غروب آفتاب و

طلوع آفتاب کے تماشے کو بلند مقامات سے دیکھ کر بہت

لطف اٹھاتے ہیں۔ غرض (سن سٹ) غروب

آفتاب بڑے مزے سے سب نے دیکھا جب آفتاب غروب ہوا۔

تب اوس شب کو خوبی قسمت سے ایک اور نیا تماشہ دیکھنے لگا

یعنی وہ شب عید دہوین تاریخ کی تھی ماہتاب بڑی صفائی سے

آسمان پر نمودار ہوا۔ برف کے سفید سفید پہاڑ

چاندنی کے عکس کے گرنے سے ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے ٹا

قدیر نے یہ قدرت سے چاندی کے پہاڑ دکھا کر بڑے بڑے جنگلی سر

اور بلند درختوں میں رکھ دیے ہوں۔ اطراف میں چھوٹے

چھوٹے ٹیکرون پتھرنے ق پلٹتین جواوری ہوئی تھیں

سردی کے سبب ہر ایک سپاہی آگ جلا کر بیٹھتا تھا۔ یہ

ہزاروں جگہ آگ کی روشنی ایک نیا لطف دکھا رہی تھی۔

جیسے کہ کسی بڑے باغ کے علیحدہ علیحدہ تختوں میں مہزاروں
 اور لاکھوں چراغ اور شعلوں کی روشنی کی گئی ہو
 قریب سات بجے کے چاندنی میں جنرل صاحب مع
 اسٹاف کھانا کھانے کے لیے شل معمول کے نمین پر
 سامنے آگ جلا کر بیٹھ گئے۔ کیسینی رکابی اپنے زانو پر
 رکھ لی۔ کسی نے ایک پتھر سا بھکرا اس کے منہ کا کام
 اس شب کو چاندنی من کھانا کھانے کی بڑا مزہ دیا۔ بعد
 کھانے کے سب لوگ دیر تک اوہراودہر کی باتیں کرتے
 اور ساڑ نو بجے اپنے اپنے بچھونپڑ سو لیے چلے گئے۔

مجھ کو اس شب کی چاندنی اور برف کے پہاڑوں کی
 کیفیت نہایت پہلی معلوم ہوئی۔ اوسوقت تو میں بھی
 سو گیا لیکن شب کو جب آنکھ کھلی تو سر ہانے سے
 گھڑیاں لیکر چاند کی روشنی میں دیکھا تو اوس وقت میں
 بے تھے۔ بے اختیار دل نے چاہا پہر چاندنی کئی
 دیکھنا چاہیے۔ پوسٹ میں پھنسے ہوئے تو سو ہی رہا تھا۔
 فلائین کے گلوبند سے کانوں کو لپیٹ کر ٹھٹھلنے لگا۔
 سب فوج کے لوگ اپنے اپنے مقامات پر سو رہے تھے
 سنتری کہیں کہیں کھڑے ہوئے نظر آتے تھے قریب

چار بجے کے بعد تماشے کے چہرے میں بستر پر لیٹ گیا۔

پانچ بجے جمہوں میں تیساری کی ترم بجنے لگی۔ ہیرا

شخص نے جگہ اور کاتی کا تقاضا شروع کیا ساڑھے

بجے جنرل صاحب تیار ہو کر مع اشٹاف کے روانہ ہوئے

اور اندازاً پانچ گھنٹہ میں مقام تھنڈ کو پہنچے۔ یہ مقام

داسن کوہ میں واقع ہے۔ آج پانچھنڈ ارفیٹ کے نیچے

اوترے ہون کے غرض کہ دو روز میں پہاڑ کی

چوٹی سے نیچے اوترے۔ یہاں نہ وہ سردی ہے

نہ وہ برف۔ بلکہ دوپہر کو اچھی گرمی جیسی کہ ماہ اکتوبر میں

جیہ درآباد میں رہتی ہے وہی کیفیت تھی۔ اور

شب کو فی الجملہ سردی رہی نہ اس قدر جو کچھ

بیان کیا جاوے۔ مقام پراری جس جگہ کہ چانو

کچھ لوگ تھے یہاں سے قریب تھا لہذا جزل

سب کا نڈنگ افسروں کو اپنے ہمراہ لے کر بائیں

پراری کے بڑے پہاڑ پر گئے۔ اور سب کو

اون کے کاموں سے مطلع کیا کہ کون سی جمنٹ

کونسی طرف سے بڑھائی جاوے گی۔ اور کس

مقام پر توہین رہیں گی۔ بعد ازاں پراری کے

باشند و ن اور منھا لفون کو اطلاع دی گئی کہ اگر آج
 شام تک تم سب لوگ آکر سرکار میں رجوع نہوے تو
 کل صبح کو تمہارے مقابلہ کے واسطے فوج آدے گی
 اور تمہارے گاؤں جلا دیے جائیں گے۔ اور سب
 زراعت تاراج کر دی جاوے گی۔ غرض کہ دوسرے
 کوئی شخص اس جماعت کا نہیں آیا پھر خبر مل صاحب نے
 ایک روز اور تامل کیا۔ اور پیام بھیجا کہ آج بھی
 اگر تم لوگ آجاؤ گے تو بہتر ہے لیکن اون لوگوں میں سے
 کوئی شخص نہیں آیا۔ اپنی عورتوں اور بچوں کو تو اول سے

اوتھون نے انڈس ندی کے اوس طرف بھجوا دیا۔

اور سب لوگ قسم انج سے جو کچھ گاون میں

اوس کو زیر زمین دفن کر کے خود پہاڑ کی چوٹی پر جا بیٹھے

جب کہ متواتر تاکید پر بھی یہ لوگ سرکار انگریزی سے

رجوع نہیں ہوئے۔ تب میوین تاریخ کو جنرل مکویں نے

اڈرٹخسہ ریکیا کہ باوجود متواتر اطلاع دینے کے

پہاری کے باشندوں نے اگر اطاعت قبول نہیں کی۔

لہذا جنرل چنیا صاحب مع دو کمپنی ہالیدر۔ دو کمپنی فیویر

دو کمپنی گورکھا پلٹن۔ دو کمپنی چو بیوین سکھ پلٹن دوسو

جوان خیبری پلٹن کے لیکر صبح کے سات بجے طرف

پراری کے روانہ ہوں۔ قبرستان۔ مسجد۔ دیوال

وغیرہ کو بالکل ہاتھ نہ لگاؤں باقی مکانات اور

گاؤں و گھانس وغیرہ زراعت جستہ رہو جلا دینی و

خیبری پلٹن کے لوگ پہاڑوں پر چڑھنے میں بڑے مضبوط

یہ پلٹن ہمیشہ درہ خیبر میں رہتی ہے۔ اور اوٹ

سب آفریدی قوم کے افغان باشندے خیبر کے

ملازم ہیں۔ جب کبھی سرکار کو خیبر کے علاقہ میں کچھ ضرورت

پڑتی ہے تو یہ لوگ کام آتے ہیں۔ یہ مجر محمد اسلم خان ان کے

کانڈنگ مین میجر صاحب خاندان شاہان کابل سے
 ہیں۔ چونکہ ہلاک مونٹین مین سوائے پہاڑوں اور بے
 وفراز کے میدان کاکھین نام و نشان بھی نطسہ
 نہیں آتا تھا۔ لہذا ان خیبری لوگوں کو ہمیشہ
 دوسری فوج کے سامنے رکھتے تھے۔ اور جب
 کسی گاؤں کا علانا یا کسی مقام کو ہاتھ میں لانا منظور
 ہوتا تو خیبری پلٹن کے لوگ آگے بھیجے جاتے تھے
 جب جنرل صاحب نے پراری کی جانب فوج کے
 جانے کے واسطے حکم دیا تب کپٹن چارلی برن جبا

اور راقم خیسری پلٹن کے ساتھ۔

چھ بجے صبح کے روانہ ہوئے۔ پہاڑوں میں چڑھنے

اوترے گیارہ گھنٹے بج گئے۔ جس پہاڑ کی چوٹی پر موضع

پراری واقع تھا اوس کے دامن میں پہنچے۔ جنرل

چینا صاحب نے حکم دیا کہ خیسری پلٹن کے سوجوان

پہاڑ پر جاوین اور پچاس جوان سیدھی طرف اور پچاس

جوان بائیں طرف سے پہاڑ پر چڑھیں۔ میں نے اور چارلی

صاحب نے سنٹر پارٹی کے ساتھ چھپاڑ پر چڑھنا شروع کیا

جب ہم پراری گاؤن کے قریب پہنچے تب اوپر سے

افغانوں نے گولیان چلانا شروع کیا۔ خیبری ملٹن

والے جوان بھی اون پر فیر کرتے ہوئے آگے بڑھے

جب ہم نزدیک پہنچے تب وہ لوگ پس پا ہوئے اور

ایک بلندی پر گنجان درختوں میں چھپ کر فیر کرنے لگے

سید ہی طرف سے پہاڑ کے جب پچاس جوان خیبری

ملٹن کے اون کے قریب پہنچے تب اس جگہ کو بھی۔

چھوڑ کر سب افغان فرار ہوئے۔ قریب سو دیو
نکے

اس جگہ جمع تھے۔ پانچ چھ آدمی اون کے زخمی ہو

اور شاید جو مارے گئے پتھروں اور جھاڑوں میں گئے

کے باعث سے اون کا پتہ نہیں ملا۔ ایک بجے مقام پر
 فوج کا قبضہ ہو گیا۔ خیبری لوگوں نے سب گائوں کو
 آگ لگا دی۔ فرنٹ پارٹی میں خیبری بلٹن کے
 ہمراہ فقط ہم دو افسر تھے۔ اور سب فوج مع جنرل صاحب کے
 ہم سے اندازاً چار میل پیچھے ہارٹ کے دامن کو ہین
 کھڑی تھی۔ جب خیبری لوگ گائوں کے آگ لگانے
 مشغول ہوئے تب کیپٹن چارلی برن صاحب اور رقم
 جو کچھ کہ بسکٹ وغیرہ ہاؤرساک میں موجود تھے کھا کر
 نیچے اترنے کو تیار ہوئے۔ کیا نیچے اسلینڈ ہارٹ

ہم لوگ چھ گھنٹے میں پہنچے تھے۔ اور اب پھر وہی

راستہ چھ گھنٹے کا پہاڑ سے اترنے کو ہمارا سا۔

چونکہ پہاڑ سے اترنا بہ نسبت چڑھنے کے آسان

ہوتا ہے لہذا ساڑھے چار گھنٹے میں ہم دونوں مع

خبری پلٹن کے کیا پ کو پہنچے قریب نصف پہاڑ کے

جب ہم اترے ہوں گے کہ میرا پاؤں ایک کنارہ پر

نرم زمین پر پڑا جس سے وہ حصہ علیحدہ ہو گیا اور میرا پاؤں

اوپر سے پہل گیا۔ حسن اتفاق سے وہ مقام نیچے

بہت گھرا تھا اندازاً سات آٹھ فیٹ ہو گا۔ اس حکم

گرنے سے میرے بائیں پاؤں میں کچھ ضرب آئی جس سے

کیا مپ کو جانا اور راستہ چلنا مجھے دشوار ہوا جن

مکانات کو آگ لگائی گئی تھی جب ہم اون کے قریب سے

گزرے تو ایک مکان کی دیوار میں دو تین چھوٹے چھوٹے

سوراخ تھے اوس میں شہد کی کہیاں بکل رہی تھیں۔

ایک خیبری جوان یہ دیکھتے ہی دوڑا۔ اور دروازہ

توڑ کر اندر گیا۔ اور شہد نکالنے میں مشغول ہوا میں نے دبا

دوا دیون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس ملک کے

لوگ اپنے گھروں میں شہد کی کہیاں پالتے ہیں باہر کی

دیوار میں چند سوراخ کر دیتے ہیں اور اندر ایک بڑا گھڑا

اون سوراخوں کے نزدیک رکھ دیتے ہیں شہد کی مہیا

اوس دیوار کے سوراخوں میں سے اندر باہر جاتی ہیں

اور گھڑوں میں اپنے گھر بنا کر شہد جمع کرتی ہیں یہ لوگ

جب دیکھتے ہیں کہ شہد خوب جمع ہو گیا تب اوس میں

ایک سوراخ کر دیتے ہیں جس سے سب شہد گھڑے میں

گرجاتا ہے اور اس گھڑے کے نیچے ایک اور سوراخ

ہوتا ہے جسکے ذریعہ سے دوسرے برتن میں شہد

نکال لیتے ہیں۔ اور مہیاں اول کے گھڑے میں جانے

جمع رہتی ہیں۔ اسی طرح اکثر مکانات میں اسی شہد کے

کارخانجات ہیں اور یہ عجیب بات ہے کہ ایک مکان کی کچھ

دوسرے مکان میں نہیں جاتی۔ موسم پر یہ شہد بڑے

گادون میں یہ لوگ لیجا کر خوب پیسا پیدا کرتے ہیں۔ گویا

ان لوگوں کی یہ ایک قسم کی تجارت ہے۔ قوم انڈیائی

ایک ملک جسکو اپنے یہاں ٹیل کہتے ہیں مجھے بیان

کرتا تھا کہ جب انگریزی فوج نے ہلاک مونٹین میں گاؤں چلائے

گاؤں والوں نے اسباب کا یہ طرح زیادہ نقصان نہیں سہا

کیونکہ قسم اوڑھنے بچھونے سے کچھ تھا وہ تو بال بچوں کے

انھوں نے اول ہی انڈس ندی کے پار بھجوا دیا تھا
 اور غلہ وغیرہ زمین میں دفن کر دیا تھا۔ البتہ چوکی
 قسم سے مثل چارپائیاں چوکیاں کچھ جلادی گئیں۔ لیکن
 شہد کی کہیوں کا ایک مقام سے دوسرے مقام پر
 منتقل کرنا امر دشوار تھا اس سبب وہ بحال خود ہیں
 اور کھشاکہ سے جل گئیں۔ اور جبکہ زندہ باقی ہیں
 وہ ایسی منتشر ہو گئیں کہ جنکا سال ہا سال میں جمع کرنا۔
 دشوار ہو گا۔ البتہ یہ ایک نقصان کثیر و نالوگوں کا ہوا۔
 ۲۵ تاریخ وقت نہ بجے صبح کے سرفرڈرک رابرٹ صاحب

کانڈران چیف انڈیہ مع اپنے اسٹاف جنرل الیر صاحب
 اسٹنٹ چیف جنرل۔ کرنیل پول کے صاحب ملٹری سکریٹری
 ٹیلر صاحب کیپٹن رائس ایڈمی کان کیانپ میں داخل ہو
 جنرل مکوین صاحب مع اسٹاف کے دو میل تک
 بہادر معز کی بُشایت کے واسطے گئے۔ اول
 سرفرڈرک رابرٹ صاحب نے ہر ایک رجمنٹ کے
 کیانپ میں جا کر فوج کا ملاحظہ کیا۔ بعد ازاں بر
 کیا کرسٹ کا لم کے ملاحظہ کو جو کہ مقام میدان میں مقیم تھا۔
 روانہ ہوئے میدان ایک چھوٹا سا گاؤں شمال کی طرف

ہمارے کیانپ سے پانچ میل پر واقع تھا جب قریب
 اس کیانپ کے پہنچے جنرل چنیا صاحب پیشوائی گئے
 آئے۔ اور کمانڈران چیف صاحب کو لے گئے
 وہاں کی کل فوج کا ملاحظہ کیا گیا۔ بعد ازاں قریب
 چھ بجے کے ہیڈ کوارٹر کیانپ کو واپس آئے۔
 شب کو کمانڈران چیف صاحب مع اپنے ہمراہیوں کے
 اور افسران فوج کے۔ بغیر ڈیرے اور راوٹی کے
 میدان میں ایک چادر (واٹر پروف) کی بچھا کر
 سوئے۔

اور ۲۶ تاریخ وقت صبح کے اُٹھی کو روانہ ہو۔ چونکہ لڑائی

کا کام اب کچھ باقی نہیں رہا تھا۔ اور گورنمنٹ کا خاں

یہ ارادہ تھا کہ جب تک سب پولیٹیکل معاملات طے نہ ہو جاؤ

تب تک فوج اور سیٹرف رکھی جاوے۔ اکثر

قوموں نے جرمانہ لاکر داخل کیا۔ اور بعض لوگ

رقم داخل کرنے کے واسطے روپیہ کے جمع کرنے

کوشش کر رہے تھے۔ جو لوگ کہ نقد رقم نہ دے

اور انھوں نے بعض رقم جرمانہ اپنے جانور مثل بیل

بھیس بکریاں داخل کیے بعض لوگوں نے قسم ہتھیار سے

قیمت مقرر کر کے جرمانہ میں دیدیے۔ انگریزی سرکار کی

باقبال فوج کا ایسا رعب اوں لوگوں کے دلون پر لگایا

کہ سکے دلون سے ارادہ مقابلہ کرنیکا نسبت ونا بود ہو گیا۔

اب اس قوم کو جبروت و ہمت اور بہادری و بلند خیالی

فوج شاہی کی معلوم ہوئی کہ یہ فوج ظفر موج ہر جگہ بلند

و پستی پہاڑ اور جنگل میں جا سکتی ہی۔ اور ہر قسم کے موسم

سرد و گرم و برف و باران کی برداشت کر سکتی ہے

۲۔ فسران فوج اس سرکار ابد پائدار کے محنت و جفا

میں اپنے آپ نظیرین صلاح و امن کے وقت میں جہیز

راحت و آرام سے اوقات گزارتے ہیں لیکن اپنی

معمولی محنت جسمانی میں منسرق نہیں کرتے۔ کوئی

لائٹنئیس کہیل لیتا ہی کوئی کرکٹ کی بازی میں دل لگاتا

کوئی پولو چوگان بازی کی مشق سے دل بھلاتا ہی۔

کوئی زاکٹ کوٹ میں گھنٹہ دو گھنٹہ محنت کر لیتا ہی کوئی

شام صبح میں چار پانچ میل پہراتا ہی۔ شیر وغیرہ کا

شکار جو تھوڑا سا جنگ کا نمونہ ہی۔ اور اوس میں سوائے

جسمانی مشق کے اور بہت سے فوائد مضمین بعض لوگ

اوس سے طبیعت کو بہلاتے ہیں۔ غرض کہ تعلیم یافتہ لوگ

ہمیشہ اپنے کو محنت و جفاکشی کا عادی رکھتے ہیں جب

کام پڑ جاتا ہے تب کسی قسم کی محنت کو وہ نہیں مانتے

تاریخوں سے ثابت ہے کہ سلاطین و سلاطین کے گویا ہمیشہ

سخت محنت اور جفاکشی کا عادی رکھتے تھے۔

نقل ہے کہ نادر شاہ نے جب ملک جنوبی ایران کے

فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ اون روز وہیں گرمی کی بہت

شدت تھی اور نادر شاہ چند روز پشتیترتب محرقہ سے

بیمار بھی ہو گیا تھا حکیموں نے دے دی کہ عام مزارعین

جو رات دن باہر رہتے ہیں وہ لوگ بھی اس موسم کے

بادِ مہموم کی برداشت نہیں کر سکتے بادشاہ اور فوج کو
 اس موسم میں ارادہ جنگ کرنا خلاف مصلحت ہے
 نادر نے کچھ خیال نکھیا اور فوج کو کوچ کا حکم دیا۔ اول
 جب لشکر نے باہر مقام کیا آفتاب عالمتاب بڑے
 زور شور سے نمودار ہوا۔ گرمی کی شدت سے سب لشکر
 اپنے اپنے خیموں میں جا کر نیند ہوئے۔ فوج کے لوگ
 بھی جھاڑی اور پتھروں میں اپنے منہ چھپانے لگے
 نادر نے جب یہ حال دیکھا خیمہ شاہی سے نکل کر دہوین
 ٹھلنا شروع کیا۔ سرداروں نے جبکہ بادشاہ کو

دب و پمپن ٹھلکتے دیکھا سب اپنے اپنے خمیوں سے
 باہر نکل آئے سپاہیوں نے جب افسروں کو دیکھا
 کھڑا دیکھا سب اپنے مقامات پر جمع ہو گئے۔
 بہر حال وہ دن گزر گیا۔ دوسرے دن پہر فوج نے کوچ کیا اور
 چند روز میں سب فوج گرمی کی عادی ہو گئی۔

شمالی حصہ ملک ایران میں ایک صوبہ برسرِ بغاوت تھا۔
 نادر نے اس پر فوج کشی کی۔ وہ موسمِ برف کا تھا جبکہ
 فوج روانہ ہوئی برف برسنی شروع ہوئی سائین
 کامل برف برستی رہی۔ نادر نے کھینچ کر آرام

نہیں لیا شبانہ روز کوچ کرتا چلا گیا ساتوین روز سڑکی

بہت شدت ہوئی نادار شاہ اپنے معمولی لباس میں۔

گھوڑے پر چلا جاتا تھا سب افسران فوج و مصاحبین اس کے

پیچھے پیچھے تھے۔ ایک امیر زادہ نے جیسر کہ نادار کی

کمال نظر تہربانی تھی خیال کیا کہ بادشاہ نے باوجود اس

سخت برف باری اور سردی کے پوتین وغیرہ

کچھ نہیں بچنا اوسنی ایک گرم شتری چغہ لیکر اپنے ہاتھ

بادشاہ کی پشت پر ڈال دیا نادار شاہ نے لپٹ کر دیکھا۔ اور یہ

حکم دیا کہ اس امیر زادہ کا سیدھا ہات کاٹ ڈالیں غرض کہ حکم کی

فوراَ تعمیل ہوئی اوسوقت کسی جرات نہ تھی کچھ کہہ سکے لیکن

جب لڑائی ختم ہوئی اور شاہی فوج نے فتح پائی بادشاہ

مع مصاحبین جشن بادہ نوشی میں مشغول تھا اوسوقت ایک صاحب نے

دست بستہ عرض کیا کہ گستاخی معاف اوس امیر زادہ کا کیا قصور تھا

جو حضور نے اوسکا ہاتھ کاٹنے کے واسطے حکم صادر فرمایا۔

بادشاہ نے یہ بیان کیا کہ شدت سرما و برف باری سے میری فوج کا

حال سخت تباہ تھا لیکن جب وہ مجھے معمولی لباس میں چلتا دیکھتے

تھے تو فقط میری خاص ہمت پر سب چلی جا رہی تھی۔ اگر

گرم چغہ پہن تا تو میری فوج کے سپاہی سارا ڈھونڈ کر لیتے تھے

جا کر پہنچتے۔ اور پھر مجھ کو خود کیا منہ رہتا جو میں
 اونکو اس کام سے منع کرتا۔ میری رفتار کو دیکھ کر
 میری فوج رفتار کرتی ہے۔ میری تلوار کو دیکھ کر
 میرے لشکر کی تلوار چلتی ہے۔ عروس مملکت
 آن در کنا رکیر و تنگ پہ کہ بوسہ برب شمشیر آید از نڈ
 حاصل کلام یہ ہے کہ افسران جنگی کے حالات اور عادات
 فوج پر بڑا اثر پڑتا ہے۔

کمانڈران چیف مختار روسپہ لارکل فوج ہندوستان کے جنگی لارڈ
 کھلاتے ہیں۔ یہ ممکن تھا کہ ہلاک ہوئیں مین۔

ایک اچھے خیمہ میں آرام سے سوتے۔ اور کچھ
 اسباب آسائش کے اپنے لیے بہم پہنچاتے۔ لیکن
 انکا اس موقع پر خاص یہ منتا تھا کہ ہر ایک فوجی
 سپاہی کو بتلا دین اور اذکویہ امر ثابت کر دین
 کہ ہر چند میں درجہ میں کانڈران چیف انڈیہ ہوں لیکن
 وقت پر محنت و جفاکشی میں بالکل تمھارا شریک ہوں
 کیا نپ میں سرفرڈرک رابرٹ صاحب کے بستر کی۔
 واٹر پروف شیٹ اور سپاہیوں سے بڑی سہی
 مثل اورون کے تھوڑا سا پرال کا گھانس کا بڈراپ

صاحب کے بتر کے نیچے بیچا دیا گیا تھا۔ اس
 بہادر نامہ دار نے مع اسٹاف مثل تمام فوج کے سطح
 استراحت فرمائی۔

جنرل مکوین صاحب کا مڈنگ (بال مونٹین اکسپدیشن) شروع
 آخر تک پوری پوری سپاہ گری داودی۔ اور گذران
 روزمرہ اور اوٹھنے بیٹھنے میں ایک پڑا یوٹ سپاہی پر
 اپنے کو ترجیح نہیں دی۔ بے مشبہ جب سپاہی لوگ
 اپنے بڑے جنرل کو اپنا شریک حال دیکھتے ہیں اور
 سب افسروں کی گذران اپنے موافق پاتے ہیں تب

کیسا ہی شکل کام ادا کرنے کے لئے آدھے اور سکواہنی

انجام دیتے ہیں۔ بلاک موٹین کی لڑائی میں پہاڑی

لوگوں کو سرکاری موٹیڈ باٹری یعنی خچروں کا تو بچانہ

دیکھ کر بہت تعجب ہوا تھا ہرے کہ جن پہاڑوں میں آدمی

جاسکے وہاں تو بچانہ کا جانا کیونکر قیاس میں آسکتا ہو۔ لیکن

جس جگہ پر سرکاری فوج گئی خچروں کا تو بچانہ بھی وہاں تھا

رہا۔ ساپرائڈ مین اور پائیر مع ہتھیار راستہ بنا۔

ہمیشہ ان تو بچانوں کے ہمراہ رہتے تھے۔ اور اس

اور چالاک سے بعض مقامات کو جہاں کہ خچروں کا چڑھنا

دشوار تھا درست کر دیتے تھے کہ تو پچانہ کے چجر باسائی

چلے جاتے تھے۔ دراصل خجرون سے زیادہ کوئی

جانور پھاڑوں میں چلنے کے لیے کارآمد نہیں ہے۔ یہ

توپین دو اقسام پر ہیں بعض توپین ڈکڑوں میں تقسیم ہیں ایک

کڑا ایک ایک خجر چلتا ہے۔ اور وقت فیر کرنے کے دونوں

کڑوں کو ملحق کر کے پیچ دینے سے وہ ایک جسم ہو جاتا ہے۔

اور بعض توپین فقط ایک حصہ میں مثل معمولی چھوٹی توپوں کے

ہیں۔ اور ایک خجر اسکو بخوبی لیجاتا ہے۔ دوسرے خجروں

پر ہے اور تیرے پردر میان کا حصہ کہ جس پر توپ کھینچی جاتی ہے

ایک حصہ کی توپ تین چرونیہ اور دو حصہ کی توپ چار
 چرونیہ رکھی جاتی ہے جس سے پراری کے پہاڑوں پر
 توپخانہ چھوڑا گیا تھا دو تین دن کے بعد ایک ذبح کو
 مین مع ایک دوست کے اوسط ف سے گزرا پہاڑ کے
 نیچے کا راستہ اور بلندی پھاڑ کی اور شیب و فراز
 جہاں کو دیکھ کر یہ بھی ہمتیں نہیں آتا تھا کہ توپ لیکر چڑھیں گے اور پہاڑ
 غفار خان قلعہ دار تھنڈا جگہ روز کیا نہیں
 آیا اور جو جرمانہ اوسکے واسطے مقرر کیا گیا تھا اوس
 وہ داخل کیا۔ غرض کہ آئندہ کو جنگ کی کچھ امید باقی نہ رہی۔

چھبیس تاریخ ماہ اکتوبر کو مین جنرل کو مین صاحب اور
 سب افسران شٹاف سے رخصت ہو کر ہمراہ سرفرد ڈاکٹر
 کمانڈران چیف صاحب کے طرف اوگھی کے روانہ ہوا۔
 ہمراہ بہادر مغر کے لیڈی رابرٹ بھی تشریف لائیں۔
 لیڈی رابرٹ مع مسس کو مین کے اوگھی مین سو لجر پز
 (یعنی سپاہیوں کا دارا شفاء) دیکھنے کے لیے تشریف
 وقت جنگ کے جو لوگ زخمی ہوتے تھے۔ اس مقام پر
 واسطے معالجہ کے روانہ کیے جاتے تھے۔ اور میتھل
 خاص کر لیڈی رابرٹ ہی نے قائم کیا ہے۔ ولایت سے

لیڈی سرس یعنی مسیم لوگ بیارون کی تیمارداری کرتے

واسطے طلب کی گئی ہیں۔ چنانچہ لیڈی سرس جنک

بلاک نوٹین مین حاضر تھیں۔ تین مقام اوکھی مین او

تین روز کالم کے ساتھ یہ مسیم لوگ خاص کریورپن ہ

لوگون کی تیمارداری کرتی ہیں جب لیڈی ابرٹ سوئٹزر

ہسپتال مین تشریف لائیں اون زخمی لوگوں میں بعض سے

لوگ تھے کہ جبکہ زخموں سے گولیاں نکالی گئی تھیں او

وہ گولیاں اون لوگون نے بہت فخر کے ساتھ لیڈی

رابرٹ کو دکھائیں ایک شخص کی سپی مین گولی لگ کر

پشت کی طرف سے پار ہو گئی تھی۔ لیڈی رابرٹ نے
 اوس شخص سے پوچھا کہ تمہارے گولی کھان لگی ہے۔
 اوس نے بڑی حسرت کے ساتھ جواب دیا کہ لیڈی
 میں افسوس کرتا ہوں کہ جس گولی نے مجھے زخمی کیا
 میں اوس کو بتا نہیں سکتا کیونکہ وہ گولی میرے سینہ
 سیدھے پیلو کی طرف لگ کر پار ہو گئی۔ یہ کلام اوس
 جوان کا لیڈی رابرٹ صاحب نے شکر بڑی دانستہ
 اوس کی تشفی منہ مائی کہ تلو گولی کے موجود نہ ہونے
 مول ہونا پنا ہے اس واسطے کہ تمہارے جسم سے

گولی کا پار ہو جانا خاص اس امر کی دلیل ہے کہ تم

میں متا بلہ میں بہت قریب سے زخمی ہو جاؤ اور

دشمن تمہارا ایسا نزدیک تھا جو گولی اوسکی تمہارے

جسم سے پار نکل گئی۔ فی الحقیقت یہ امر تمہارے لیے

باعث فخر کا ہے نہ ملول ہونیکا۔

جبکہ کانڈران چیف صاحب نے مختلف مقامات کی ^{نہ}فوج

ملاحظہ فرما کر اگوہی سے در بند جانے کے لیے ارادہ فرمایا۔

میں بہادر مقرر سے رخصت ہوا۔ اور یہاں ارادہ کیا

کہ سیدنا خاکی کو پیچ کر میل تانگہ میں اوسیر و زسوار ہو کر آئیٹا ^{میں}آج

پھنچوں جب قریب دس بجے کے مقامِ خاکی میں داخل ہوں
 وہاں ٹرولرش صاحب سے (جو کارخانہ براری کے
 سپرنٹنڈنٹ تھے اور شراب فوج میں ان صاحب
 معز کی معرفت پہنچی جاتی تھی) ملاقات ہوئی۔ میں نے
 ان سے پوچھا کہ یہ ندی جو سامنے نظر آتی ہے اس کے
 اطراف کے کھیت اور سرخ گھاس وغیرہ میں بھین ہے
 کہ اسنپ ضرور ہوں گے۔ انھوں نے کہا کہ یہاں
 کوئی شکار نہیں کرتا البتہ اسنپ اوٹیل ادھر بہت ہیں
 اس وقت تاں گہ تیار ہونے میں کچھ عرصہ تھا میں نے بندوق لیکر

دنہڑی کی طرف جانیکو ارادہ کیا مسٹر ولس صاحب بھی۔

میرے ہمراہ ہوئے ہکو نڈی کے پار جانا تھا یہ نڈی

شمالی برف کے پہاڑوں میں بہتی تھی۔ جب نڈی میں

سمتے پاؤں ڈالے پانی اس قدر ٹھنڈا تھا کہ اول تو کچھ سہمی

محسوس ہوئی اور بعد ازاں گھٹنے کے اوپر جھانک کر

پانی تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہاں سے ہمارے پاؤں

قابو میں نہیں ہیں۔ نڈی سے گزرنے کے بعد ٹھوڑی

دیر میں ہمیں مین جوڑا دل سینپ کے ملے۔ مسٹر ولس
کہا۔

کہ تگویا درگھنا چاہیے کہ سنہ ۱۸۷۵ء کے آغاز موسم کا اول اسینپ

۱۳۳
تمنے ملاقات ہلاک موٹیں میں شکار کیا۔ اشنائے

گفتگو میں میں نے اون سے دریافت کیا کہ

یہاں کچھ پہ اور شکار بھی ہے۔ اونھوں نے

کہا کہ سامنے جو پہاڑ نظر آتے ہیں اون میں چکو

بہت ہیں چونکہ میں نے چکو رکا کبھی شکار نہیں کیا تھا۔

یہ ارادہ کیا کہ شام تک یہاں شکار کھیلنا۔ او

صبح کو آپٹا باد کو جانا لیکن یہ مشکل تھی کہ ٹانگہ کے

واسطے دوسرے دن بارہ بجے تک انتظار کرنا پڑتا تھا۔

اس اثنا میں کرنل واٹر فیلڈ صاحب کمشنر شپا ورو ہانپرا سے

۱۳۴
 اور یہ حال سن کر کھا کہ نسیہ راہان سے تین میل پر ہے
 مین وہاں مسافر بنگلہ مین آج شب کو رہ کر صبح کو
 اسپٹا باد کو جاؤنگا۔ اگر آپ یہاں آج شکار
 کر کے علی الصباح میرے پاس آ جاؤ تو مین اپنی
 بگھی مین آپ کو لیجاؤنگا۔ یہ انتظام بالکل میرے
 حسب دلخواہ تھا اون کا شکریہ کر کے مینے یہ امر
 قبول کیا۔ دلش صاحب نے کھا کہ چکو رکے شکار کا
 عمدہ بندوبست یہ ہے کہ ایک پالی ہوئی چکور
 ہمراہ رکھی جاوے۔ اور پھاڑون مین جا کر او

پیچھڑکھو رکھ دین جب یہ چکورا آواز دیتی ہے تو اس
 نزدیکی کی سب چکورین پکارتی ہیں۔ تب معلوم
 ہو جاتا ہے کہ وہ منلان فلان جائے پر ہیں۔ پس
 آسانی سے شکار ممکن ہے۔ غرض کہ ہم نے گاؤن سے
 ایک شکاری کو جسکے پاس پالی ہوئی چکوری تھی بلوایا۔
 اور دس بارہ گاؤن والے ہمراہ لیکر پھاڑ کی طرف گئے
 اس گاؤن کے شکاری نے اول ہمدردی سے بتلایا
 اور آپ پھاڑ میں گیا۔ اور اس پالی ہوئی چکوری کو بلوایا
 اسکی بولی پر جنگلی چکورین جھان جھان تھیں آواز

دینے لکین۔ تب اوس نے معلوم کر لیا کہ کس

مقامات پر یہ جانور ہیں۔ پھر اوس شکاری نے مجھے

اوروش صاحب کو ایک چھوٹی بھاڑی پر کھڑا کیا۔

اور خود چند آدمی لیکر ہماری طرف آیا۔ اور چوکوڑ

ہماری طرف اوڑایا۔ چار چکورے میں شکار کیے۔

سر شام ہم اپنے مقام کو واپس آئے۔ واپس آئے

ایک راوٹی میرے لیے لگا دی شب کو ادھون نے کھانا کھلایا۔

یہ اول دفعہ تھی جو بعد ایک چھیننے کے کرسی پھینک کر ہلکو

کھانا کھانیکا اتفاق ہوا۔ اور چائے میں دو بھیانک سیریا

غرض کہ دوسرے روز صبح کے پانچ بجے مین خالی سے
 روانہ ہو کر قریب آٹھ بجے کے منیر کو پہنچا۔
 کرنیل واٹر فیلڈ صاحب میرے منتظر ہی تھے۔
 وہاں سے ہم دونوں روانہ ہوئے۔ اور
 گیارہ بجے آپاٹا بادین پہنچے۔ مس ہوسٹ
 برگ فرٹ کھانے کے بعد مین سس مکویں سے
 ملنے کے واسطے گیا۔ کیپٹن بیل۔ اور کرنیل
 کروک شانک کے مارے جائیکا وہ بہت افسوس
 کرتی رہیں۔ یہ دونوں صاحب ان کے بہت بڑے

۱۳۸
 دوست تھے۔ بلکہ جب سس کمپن نے کرنل
 کروک شامک کے زخمی ہونے کا حال سنا تھا
 تب اپنے مکان میں ایک کوٹھہری خالی کرا کر
 منتظر تھیں کہ جیوت وہ جنگ سے واپس بھیجے
 جا دیں گے تب کرنل صاحب مغرہ کو اپنے
 پاس رکھ کر ان کی بیماری داری کرے گی۔ آ پٹا باد
 تیرے دن میں اب سالہ بن چھنچا۔ یہاں مجھے
 دور و زتمک مقام کرنا پڑا۔ کیونکہ میرا سامان
 سمسدہ میں تھا اس کے پھینچنے میں عرصہ ہوا۔

۱۳۹

انبالہ سے روانہ ہو کر تاریخ ۲ ماہ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

مطابق نمبر ۱۳۹۶ عیسوی کو حیدر آباد میں داخل ہوا۔ فقط

تمام شدہ

دروار الطبع سرکار عالی بہ تمام سیز ازین العاجین

شیرازی بزبور طبع آراستہ گردید

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۹	۳	اسٹنٹ	+
۸۰	۴	افغانو کی	افغانو کی
۸۱	۱	.	گی
۸۲	۱	ساتھ ہزار	ساتھ ہزار
۹۱	۵	تہند	ٹہنڈ
۹۴	۷	پٹین	پٹنین
۹۵	۲۰	عرضہ	عرضہ
—	۷	من	مین
۱۰۰	۹	کمپنی	کمپنی
۱۰۲	۶	حلانا	جلانا
۱۰۳	۲	چڑھنے	چڑھتے

صفحہ	سطر	غسلط	صحیح
۱۰۴	۶	پہنچے	پہنچے
۱۰۶	۷	زمین پر	زمین کے
۲۸	۲	جنگ	جنگ
۱۳۱	۲	براری	پراری
۱۱	۱	لکھین	لکھین
۱۳۵	۷	نبھلایا	نبھلایا
۱۳۷	۶	برگفت	برگفت

صحت نامہ بلاک موشین اکپڈیشن

صحیح	غلط	سطر	صفحہ
ہوتی	ہوئی	۹	۶
سرکاری	رسرکاری	۳	۸
گرین صاحب	گرچن صاحب	۸	۱۳
اوگرڈی ہیلی	اوگرڈی ہیلی	۶	۲۶
برگڈ	برگڈ	۷	۲۷
رائیں آیرش	رائل آرش	۱	۳۰
نکالی	نگالی	۸	۳۵
رائل	رائل	۷	۳۶
+	بعد	۶	۴۰
چاؤنین	چاؤنین	۵	۴۵

صفحہ	سطر	عناط	صحیح
۴۶	۵	اکر	اکثر
۴۸	۷	گی	کی
۵۰	۲	زحمی	زخمی
۵۲	۹	گہنڈ	کہنڈ
۵۵	۱	سہو کو	سپو کو
۵۸	۲	پاس	پار
۶۱	۱	ہین	ہنہین
۶۲	۶	اوب	اورب
۶۶	۸	جاتا	جاتا تھا
۶۶	۲	گری	گریگی
۷۸	۹	ٹیلکراف	ٹیلکراف